فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

Faizan-e-Madina

ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ

- سمندر اور قطرہ 6
- نمازی اور اہلِ محلہ 21
- رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباء واجداد 34
- رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی غذائیں (مچھلی) 39
- نعمتوں کا شکر عبادت کے ذریعے 51

فرمانِ امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتھم العالیہ

رنگ باتوں سے کم اور صحبت سے زیادہ چڑھتا ہے، لٰہذا اچّھوں کی صحبت اپنایئے۔

گھر اور پڑوس کی شیطان اور چور سے حفاظت

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ وجہہٗ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے حُضُورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃُ الکرسی پڑھے اسے جنّت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی وہ مرتے ہی جنّت میں چلا جائے گا اور جو کوئی رات کو سوتے وقت اسے پڑھے گا تو وہ، اس کے پڑوسی اور آس پاس کے دوسرے گھر والے امن میں رہیں گے۔

(شعب الایمان، 2/458، حدیث:2395)

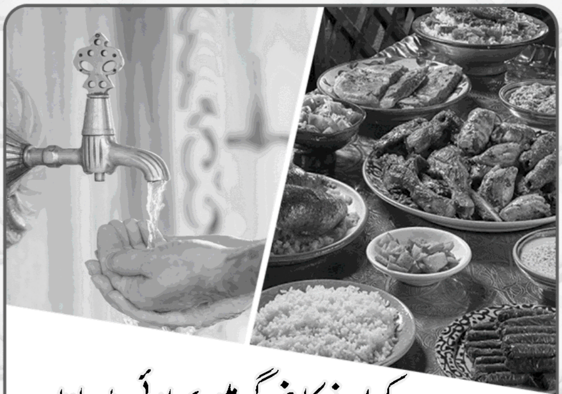

کھانے کا وضو گھر میں بھلائی بڑھاتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رِوایت ہے کہ پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو یہ پسند کرے کہ اللہ پاک اُس کے گھر میں خیر (یعنی بھلائی) زیادہ کرے تو جب کھانا حاضر کیا جائے وُضو کرے اور جب اُٹھایا جائے اُس وَقت بھی وُضو کرے۔

(فیضانِ سنت، ص185- سنن ابنِ ماجہ، 4/9، حدیث:3260)

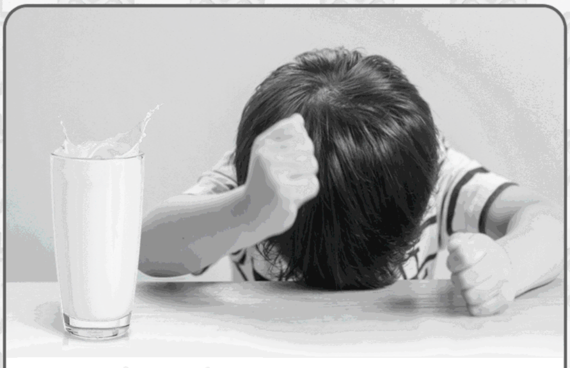

ضدی اور دودھ نہ پینے والے بچوں کا علاج

اگر بچّہ یا بچی دودھ نہ پیتے ہوں تو یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ 100 بار لکھ کر دریا کے پانی میں دھو کر پلایئے، اِن شآءَ اللہ دودھ پینے لگیں گے اور ضد بھی نہیں کریں گے۔ (زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص30)

خاوند کو نیک نمازی بنانے کے لئے

خاوند بری عادت کا شکار ہو اور گھر میں ہر وقت جھگڑا رہتا ہو تو بیوی ہر بار بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کے ساتھ گیارہ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر پانی پر دم کرے پھر اپنے خاوند کو پلائے، اِن شآءَ اللہ شوہر نیکی کے راستے پر گامزن ہو جائے گا۔ (شوہر بلکہ کسی کو بھی اس عمل کا پتا نہ چلے ورنہ غلط فہمی کے سبب پریشانی ہو سکتی ہے) جب جب موقع ملے یہ عمل کر لیا جائے، دَم کیا ہوا پانی کولر میں موجود پانی میں بھی ڈالا جا سکتا ہے، بے شک خاوند کے علاوہ اور افرادِ خانہ بھی اُس میں سے پئیں، ضرورتاً دوسرا پانی کولر میں ڈالتے رہیں۔ (زندہ بیٹی کنویں میں پھینک دی، ص32)

بفیضانِ نظر سراج الاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرتِ سیّدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ مدینہ

قرآن وحدیث

قرآن اور صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان 3
سمندر اور قطرہ 6

فیضانِ امیرِ اہلِ سنّت

کھڑے ہو کر وضو کرنا کیسا؟ مع دیگر سوالات 8

دارالافتاء اہلِ سنّت

بون چائنہ برتن استعمال کرنا کیسا؟ مع دیگر سوالات 10

مضامین

اپنے شر سے دوسروں کو بچایئے 12
تقویٰ کی اہمیت اور فائدے 14
24 حقیقتیں (تیسری اور آخری قسط) 16
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا صحابیات کے ساتھ انداز 18
جنت واجب کروانے والی نیکیاں 20
نمازی اور اہلِ محلہ (تیسری اور آخری قسط) 21
بزرگانِ دین کے مبارک فرامین 23
قرآنِ پاک اور اہلِ یمن (قسط:03) 24

تاجروں کے لئے

احکامِ تجارت 26

بزرگانِ دین کی سیرت

حضرت یونس علیہ السلام (تیسری اور آخری قسط) 28
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے 31
حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما 33
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آباء واجداد 34
اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے 37

صحت وتندرستی

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی غذائیں (مچھلی) 39

قارئین کے صفحات

نئے لکھاری 41
خوابوں کی تعبیریں 45

بچّوں کا "فیضانِ مدینہ"

جنت کا دروازہ / حروف ملایئے 47
دشمنوں کو نظر ہی نہ آئے! 48
ٹریفک سگنل 50

اسلامی بہنوں کا "فیضانِ مدینہ"

نعمتوں کا شکر عبادت کے ذریعے 52
اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل 53

PRINTER, PUBLISHER, EDITOR AND OWNER

HAMJANI SHABBIRBHAI RAJAKBHAI
BUTVALA'S CHAWL,
NR. CENTRAL WARE HOUSE,
DANILIMDA, AHMEDABAD-380028.
(GUJARAT)

PLACE OF PRINTING

MODERN ART PRINTERS
OPP : PATEL TEA STALL,
DABGARWAD NAKA,
DARIYAPUR, AHMEDABAD-380001.

قیمت 45=00
پوسٹ خرچ مزید

bookmahnama@gmail.com

عرض : ماہنامہ فیضان مدینہ کا بکنگ کروانا ہو یا ماہنامہ کے بارے میں کوئی مشورہ دینا ہو یا کوئی شکایت ہو یا کوئی بھول نظر آئے تو اس نمبر پر کال، میسج یا واٹس ایپ کر سکتے ہیں Mo. 7284872841

مسجد صدیق اکبر مدینہ منورہ

قرآن اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی شان

(دوسری اور آخری قسط)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری شان، تقویٰ:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوفِ خدا، رُجوع اِلی اللہ اور تقویٰ کا گواہ خود قرآن ہے، چنانچہ آپ کی شان میں یہ آیات اتریں: ﴿اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰىؕ(۴) فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰىۙ(۵) وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰىۙ(۶) فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰىؕ(۷)﴾ ترجمہ: (اے لوگو) بیشک تمہاری کوشش (اعمال) ضرور مختلف قسم کی ہے، تو بہر حال وہ جس نے دیا اور پرہیز گار بنا اور سب سے اچھی راہ کو سچا مانا۔ تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے۔ (پ30، الیل: 4تا7) اور آپ رضی اللہ عنہ کے تقویٰ میں سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَىۙ(۱۷) الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَكّٰىۚ(۱۸)﴾ ترجمہ: اور عنقریب سب سے بڑے پرہیز گار کو اس آگ سے دور رکھا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ اسے پاکیزگی ملے۔ (پ30، الیل:17، 18) اور اِسی تمغہ "اَتقیٰ" پانے والے کو خدا کی بارگاہ میں سب سے بڑھ کر مکرم و محترم قرار دیا گیا، ارشاد ہوا: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ(۱۳)﴾ ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔ (پ26، الحجرات:13)

خوفِ آخرت، قیام اللیل اور عبادت و ریاضت متقی کے عمومی اوصاف میں داخل ہوتے ہیں۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ان اوصافِ جمیلہ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: ﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖؕ﴾ ترجمہ: کیا وہ شخص جو سجدے اور قیام کی حالت میں رات کے اوقات فرمانبرداری میں گزارتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید لگا رکھتا ہے (کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا؟) (پ23، الزمر:9) بلکہ صدیق اکبر کا تقویٰ و خوفِ خدا اور رُجوع اِلی اللہ اس قدر شان دار ہے کہ دوسروں کو بھی آپ رضی اللہ عنہ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَّ اتَّبِـعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّۚ﴾ ترجمہ: اور میری طرف رجوع کرنے والے آدمی کے راستے پر چل۔ (پ21، لقمٰن:15)

تقویٰ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس

کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم دل میں اس قدر ہو کہ بارگاہِ نبوی کے کمالِ ادب تک پہنچا دے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وصف میں بھی دیگر پر فائق تھے۔ چنانچہ آپ کے حسنِ ادب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۳)﴾ ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

(پ26، الحجرات:03)

صدیقِ اکبر کی چوتھی شان، صاحبِ فضیلت اور طالبِ مغفرت ہونا:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رشتہ دار کی مالی مدد کرتے تھے لیکن ایک مرتبہ آپ نے اس کی طرف سے تکلیف پہنچنے پر قسم کھالی کہ آپ اس کی آئندہ کوئی مالی مدد نہیں کریں گے۔ اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۪ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْاؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۲۲)﴾ ترجمہ: اور تم میں فضیلت والے اور (مالی) گنجائش والے یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ رشتے داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مال) نہیں دیں گے اور انھیں چاہیے کہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش فرما دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (پ18، النور:22) یہ آیتِ مبارکہ سنتے ہی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: کیوں نہیں! اللہ کی قسم، بے شک میں اِس چیز کو محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمادے۔

(بخاری 3/65، حدیث:4141)

صدیقِ اکبر کی پانچویں شان، اِنفاق فی سبیل اللہ (یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا):

راہِ خدا میں مال خرچ کرنا، بارگاہِ ذوالجلال کی قربت، محبتِ الٰہی کی علامت، اعلیٰ درجے کی عبادت اور بندگانِ خدا کا عظیم وصف ہے۔ اِس خوبی میں سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار، لاثانی ہے۔ مفسرین کے مطابق ذیل کی آیت آپ رضی اللہ عنہ کی شان ہی میں نازل ہوئی: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ(۲۷۴)﴾ ترجمہ: وہ لوگ جو رات میں اور دن میں، پوشیدہ اور اعلانیہ اپنے مال خیرات کرتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (پ3، البقرۃ:274) اور اس اِنفاق یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اخلاص کی گواہی دلوں کے بھید جاننے والی ہستی، خداوند کریم نے یوں دی ہے: ﴿وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى(۱۹) اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى(۲۰) وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى(۲۱)﴾ ترجمہ: اور کسی کا اس (ابو بکر) پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جانا ہو۔ (وہ تو) صرف اپنے سب سے بلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لئے (مال خرچ کرتا ہے) اور بیشک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ (پ30، اللیل:19تا21)

صدیقِ اکبر کی چھٹی شان، خدمتِ مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

حبیبِ خدا، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ عشقِ صادق میں فنائیت اور تقاضائے وفا میں سرخ رُوئی دیکھنی ہو تو سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے بڑھ کر

کوئی ہستی نہ ملے گی۔ ہر زمان و مکان، ہر وقت و حال میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے غم خوار، حمایتی، اور رازدار رہے۔ ہر وقت اپنی جان و مال حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نصرت واِعانت کے لیے قربان کرنے کے لئے تیار رہے بلکہ قربان کرتے رہے یہاں تک کہ سفرِ ہجرت اور غارِ ثور کی تنہائیوں میں یارِ غار نے اِس ایثار و نثار کی لازوال داستان رَقم کی جسے کارسازِ حقیقی، خداوند قدوس نے قرآن مجید میں بہت خوبصورت انداز میں یوں بیان فرمایا: ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَاۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَ اَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا﴾ ترجمہ: اگر تم اس (نبی) کی مدد نہیں کروگے تو اللہ ان کی مدد فرماچکا ہے جب کافروں نے انہیں (ان کے وطن سے) نکال دیا تھاجبکہ یہ دو میں سے دوسرے تھے، جب دونوں غار میں تھے، جب یہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غم نہ کرو، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اُس پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اُن لشکروں کے ساتھ اُس کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھے۔ (پ10، التوبۃ:40)

صدیقِ اکبر کی ساتویں شان، عشقِ صادق:

حضور جانِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت اصلِ ایمان اور جانِ ایمان ہے۔ یہ نہ ہو تو ایمان، بے روح جسم کی مانند ہے اور بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے متقی اعظم اور صدیق اکبر ہیں، ایسے ہی مصطفیٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عاشقِ اکبر بھی ہیں۔ عشق و محبت کے ہر اعلیٰ و پاکیزہ معیار میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے بلند مرتبے پر فائز نظر آتے ہیں۔ وہ حقیقی طور پر اِس آیت کے سچے مصداق تھے کہ: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ﴾ ترجمہ: تم ایسے لوگوں کو نہیں پاؤ گے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں کہ وہ ان لوگوں سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہوں۔

(پ28، المجادلۃ:22)

جس ہستی کو سب سے زیادہ قرب مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نصیب ہوا اور ہے، وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور مومنوں پر بہت رحیم و شفیق، دشمنوں پر سخت، کثرتِ رکوع و سجود کے شائق، فضل و رضائے الٰہی کے طالب اور سجدوں کے نور سے منور پیشانی رکھنے والے ہیں اور یقیناً ذیل کی آیت کی عملی و مجسم تفسیر ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۛۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ۫ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ﴾ ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے، سجدے کرتے ہوئے دیکھے گا، اللہ کا فضل و رضا چاہتے ہیں، ان کی علامت ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان سے ہے۔ یہ ان کی صفت تورات میں (مذکور) ہے اور ان کی صفت انجیل میں (مذکور) ہے۔ (ان کی صفت ایسے ہے) جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی باریک سی کونپل نکالی۔ (پ26، الفتح:29)

دعا: اللہ تعالیٰ ہمیں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عالی اوصاف، بلند اخلاق، حسن اعمال اور پاکیزہ کردار کا فیضان نصیب فرمائے۔ اٰمین بجاہِ خاتم النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شرحِ حدیثِ رسول

سمندر اور قطرہ

لو مدینے کا پھول لایا ہوں میں حدیثِ رسول لایا ہوں

(از امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ)

اس دنیا کی آخرت کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے اس بارے میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهٗ هٰذِهٖ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ یعنی اللہ کی قسم! دنیا کی آخرت میں مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالتا ہے تو اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ کیا لے کر آتی ہے۔(1)

شرحِ حدیث حضرت علّامہ مُلا علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: یعنی دنیا کی نعمتوں اور لذّت کی مثال آخرت کی نعمتوں اور عرصے کے سامنے ایسی ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر کے کثیر پانی میں ڈبو کر نکالے تو اسے غور کرنا چاہئے کہ اس کی انگلی پر کتنے پانی کی تری (wet) لگ کر آئی؟ (تری دنیا اور سمندر آخرت کی مثال ہے۔) یہ مثال بھی سمجھانے کے لئے دی گئی ہے ورنہ فانی (یعنی ختم ہوجانے والی دنیا) کی باقی (یعنی آخرت) کے سامنے وہ حیثیت بھی نہیں جو انگلی کی تری کو سمندر سے ہے۔(2)

آخرت دنیا سے زیادہ اہم ہے اس فرمانِ مصطفےٰ سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ دنیاوی خواہشات اور محنت ومشقت سے عزت و دولت کمانا جلد ختم ہوجانے والی چیزیں ہیں، اس لئے کسی کو دنیاوی کشادگی (Prosperity) پر خوش اور غافل نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی دنیاوی تنگی (Poverty) پر شکوہ وشکایت کرنی چاہئے بلکہ کشادگی اور تنگی دونوں حالتوں میں وہ یہ کہے "لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ" یعنی اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہی بات ایک مرتبہ غزوۂ احزاب میں اور دوسری مرتبہ حجۃُ الوداع میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ارشاد فرمائی۔(3) حَیاۃُ الدُّنیا اور چیز ہے، حَیاۃٌ فِی الدُّنْیا اور حَیاۃٌ لِلدُّنْیا کچھ اور یعنی دنیا کی زندگی، دنیا میں زندگی، دنیا کے لئے زندگی، جو زندگی دنیا میں ہو مگر آخرت کے لئے ہو دنیا کے لئے نہ ہو، وہ مبارک ہے۔ مولانا (رُوم) فرماتے ہیں:

آب در کَشتی ہلاکِ کَشتی اَست آب اندر زیرِ کَشتی پُشتی اَست

کَشتی دریا میں رہے تو نجات ہے اور اگر دریا کشتی میں آجائے تو ہلاک ہے۔(4)

قراٰنِ مجید فرقانِ حمید میں بھی آخرت کی زندگی کو دنیاوی زندگی سے بہتر قرار دیا گیا ہے، چنانچہ سورۂ اَنعام میں ہے: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۳۲)﴾ ترجمۂ کنزُ العِرفان: اور دنیا کی زندگی صرف کھیل کود ہے اور بیشک آخرت والا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟(5)

دنیاوی زندگی سے کیا مُراد ہے؟ حکیمُ الامت حضرت الحاج مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: دنیا کی زندگی وہ ہے جو نفس کی خواہشات میں گزر جائے اور جو زندگی آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے میں صَرف ہو، وہ دنیا میں زندگی تو ہے مگر دنیا کی زندگی نہیں لہٰذا انبیاء وصالحین کی زندگی دنیا کی نہیں بلکہ دین

کی ہے۔ غرضیکہ غافل اور عاقل کی زندگیوں میں بڑا فرق ہے۔[6]

چُستی اور پُھرتی کا سبب نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے سے ایک شخص گزرا۔ صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان نے اس کی چُستی دیکھ کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کاش اس کی یہ چُستی اللہ کی راہ میں ہوتی۔ تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر یہ اپنے چھوٹے بچّوں کی ضَرورت پوری کرنے کے لئے نکلا ہے تو بھی یہ اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کے لئے نکلا ہے تو بھی اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اپنے آپ کو (ناجائز کاموں سے) بچانے کے لئے نکلا ہے تو بھی اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ رِیاکاری اور تفاخُر (بڑائی ظاہر کرنے) کے لئے نکلا ہے تو پھر یہ شیطان کی راہ میں ہے۔[7]

دنیا کے لئے کتنی اسٹرگل اور آخرت کیلئے کتنی؟ ہمارے کثیر دینی بُزرگوں نے ہمیں اس حوالے سے ایک ہی طرح کی راہنمائی دی ہے، یہاں صرف ایک شخصیت کی بات نقل کروں گا جنہوں نے صرف اڑھائی سال کی مدت میں اسلامی سلطنت کو عروج پر پہنچا دیا کہ آج دنیا ان کی پرفارمنس کو تسلیم کرتی ہے، چنانچہ تابعی بزرگ عُمَرِ ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِعْمَلْ لِلدُّنْیَا عَلٰی قَدْرِ مَقَامِکَ فِیْہَا وَاعْمَلْ لِلْاٰخِرَۃِ عَلٰی قَدْرِ مَقَامِکَ فِیْہَا یعنی دنیا کے لئے اُتنا کرو جتنا عرصہ دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اُتنا کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔[8]

عمل کرکے بھی دکھایا ان شخصیات نے اپنے کہے پر عمل کرکے بھی دکھایا، چنانچہ حضرت سیِّدُنا حماد بن سلمہ رحمۃُ اللہ علیہ بازار جاتے اور ایک کپڑے پر دو دانق (یعنی درہم کا چھٹا حصہ) نفع کما لیتے تو واپس لوٹ آتے تھے اور اتنا سا کمانے کے بعد اگر آپ کو دو دینار کی پیشکش بھی کی جاتی تو اس پر کان نہ دھرتے۔[9]

ہماری کاوشیں کس کے لئے؟ اب تک کی گفتگو سے کم از کم دو باتیں معلوم ہوئیں: پہلی یہ کہ دنیا کی آخرت کے مقابلے میں کوئی حیثیت یا اہمیت نہیں اور دوسری یہ کہ ہمیں جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنی دنیا کے لئے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لئے کوشش کرنی چاہئے، لیکن افسوس ہماری اکثریت دونوں باتوں میں اُلٹی سمت چلتی ہے، آخرت کے مقابلے میں دنیا کو اہمیت دیتی ہے اور اتنی لگن سے دنیا کماتی ہے گویا کبھی مرنا ہی نہیں! ایسے لوگ اپنا آرام، گھریلو زندگی کی خوشیاں قربان کرکے 16، 18 گھنٹے کام کرتے ہیں، گھر کے ضروری اخراجات پورے ہونے کے باوجود صرف آسائشوں اور سہولتوں کی خاطر دولت جمع کرنے کے لئے دو دو جگہ نوکری کرتے ہیں، ایک وقت میں کئی کئی کاروبار کرتے ہیں، کمائی کے نئے ذرائع کی تلاش میں گھر بار سے دور دوسرے شہر میں رہنا شروع کردیتے ہیں بلکہ دوسرے ملکوں میں پہنچ جاتے ہیں اور وہاں اجنبی ماحول میں رہتے ہیں، کچھ تو ملک سے باہر جانے کیلئے غیر قانونی اور جان لیوا راستے اختیار کرتے ہیں۔ دنیا کا مال کمانے کیلئے نئی نئی مہارتیں پیدا کرتے ہیں، مختلف کورسز کرتے ہیں، محض تجربہ حاصل کرنے کے لئے مفت نوکری کرتے ہیں چاہے وہ تجربہ زندگی میں کبھی کام نہ آئے، دنیا جہان کی اِنفارمیشن رکھتے ہیں لیکن انہی لوگوں کی دینی معلومات دیکھی جائیں تو نہ ہونے کے برابر، انہیں مفت میں علمِ دین سکھایا جائے تو بھی ان کے پاس وقت نہیں ہوتا، دین پر عمل دیکھا جائے تو فرض نماز تک نہیں پڑھتے، واجبات پورے نہیں کرتے، جس جس علم کا سیکھنا فرض ہے اسے نہیں سیکھتے، آس پاس کے رشتے داروں اور پڑوسیوں وغیرہ کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو سوچنا چاہئے کہ جس دنیا کو حاصل کرنے کیلئے انہوں نے غیر معمولی کوششیں کیں وہ پھر بھی ان کی خواہش کے مطابق نہ مل سکی تو آخرت کی کامیابی جس کے لئے انہوں نے کچھ محنت ہی نہیں کی، وہ کس طرح انہیں مل جائے گی؟ اس لئے سمجھداری اسی میں ہے کہ جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنی دنیا کے لئے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنی آخرت کے لئے کوشش کی جائے۔ یاد رکھئے! پُرانی عادت چھوڑنا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں، نئی آئے گی تو پرانی جائے گی۔ اپنا مائنڈ سیٹ تبدیل کرنے کے لئے فرینڈ سرکل بدل لئے، اپنی خواہشات کو کنٹرول کیجئے، غیر ضروری خبروں کا پیچھا کرنا چھوڑ دیجئے، دینی مطالعہ کیجئے، اسلامی کورسز میں شریک ہوجائیے۔ اپنے آپ میں آٹومیٹک تبدیلی چاہتے ہیں تو دعوتِ اسلامی ہند کے دینی ماحول سے وابستہ ہوجائیے۔

---

(1) مسلم، ص 1171، حدیث: 7197 (2) مرقاۃ المفاتیح، 9/6، تحت الحدیث: 5156 (3) مرقاۃ المفاتیح، 9/6، تحت الحدیث: 5156 (4) مراٰۃ المناجیح، 7/3 (5) پ7، الانعام: 32 (6) نور العرفان، الانعام، تحت الآیۃ: 32، ص 208 (7) معجم کبیر، 19/129، حدیث: 282- التنویر شرح الجامع الصغیر، 4/241، تحت الحدیث: 2654 (8) سیرۃ و مناقب عمر بن عبدالعزیز المعروف سیرت ابن جوزی، ص 123 (9) حلیۃ الاولیاء، 6/270۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

1 تکبیرِ قُنوت کہنے کے بعد ہاتھ لٹکانا کیسا؟

سوال: وِتْر میں دُعائے قُنوت کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہنے کے بعد ہاتھ لٹکانے چاہئیں یا نہیں؟

جواب: وِتْر میں دُعائے قُنوت کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَر کہنے کے بعد ڈائریکٹ ہاتھ باندھ لینے چاہئیں، لٹکانے نہیں چاہئیں۔ تکبیرِ تحریمہ میں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔

2 عالِمِ دین سے بِلاوجہ بُغض رکھنا کیسا؟

سُوال: کیا عُلمائے کِرام کی بے اَدَبی بھی سلبِ اِیمان کا سَبَب بن سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! جو واقعی عالِمِ دین ہو اُس کی توہین اِیمان کو برباد کرسکتی ہے۔ فتاویٰ رَضَویہ میں ہے: عالِمِ دین سے بِلاوجہ بُغض رکھنے میں بھی خوفِ کُفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/715)

3 کیا امام کے پیچھے مقتدی کو تکبیریں کہنا ضروری ہے؟

سُوال: جب ہم امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو وہ رکوع وغیرہ میں جاتے وقت تکبیر کہتے ہیں کیا ہم اس تکبیر کو دوہرا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں وہ تکبیر مقتدی (یعنی جماعت میں شریک نمازی) بھی دوہرائیں گے کیونکہ مقتدی کا خود بھی تکبیر کہنا سنَّت ہے اور تکبیرِ تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یہ فرض ہے، اگر امام نے تکبیرِ تحریمہ کہہ لی اور مقتدی نے تکبیر نہیں کہی تو اس مقتدی کی نماز ہی شروع نہیں ہوگی۔

4 ”مَرنے کے بعد دیکھیں گے!“ بولنا کیسا؟

سُوال: کسی کو بولیں کہ یہ کام اچھا نہیں ہے تو کہتا ہے کہ ”مرنے کے بعد دیکھیں گے!“ ایسا کہنا کیسا؟

جواب: ”مَرنے کے بعد دیکھیں گے یا مرنے کے بعد دیکھی جائے گی“ یہ کہنا بہت بڑی بے باکی ہے۔ اگر کوئی کسی کو گُناہ سے روک رہا ہے اور سامنے والا یہ کہتا ہے کہ ”مرنے کے بعد دیکھی جائے گی“ تو یہ خطرناک بات ہے، ایسی بات نہیں کہنی چاہئے، اِس سے توبہ کرنی چاہئے۔

5 کھڑے ہو کر وُضو کرنے کا حکم

سُوال: کھڑے ہو کر وُضو کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، لیکن مستحب یہ ہے کہ بیٹھ کر وُضو کیا

جائے۔ (بہارِ شریعت،1/296)

6 بال کی کھال اُتارنے سے کیا مُراد ہے؟

سُوال: بال کی کھال اُتارنے والے ہلاک ہوئے، اِس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: سُوالات کی کثرت کرنے کو شاید "بال کی کھال اُتارنا" کہتے ہیں۔ (صاوی،1/75ملخصاً)

7 سجدہ لمبا ہونے سے نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟

سُوال: اگر دَورانِ نماز سجدہ لمبا ہو جائے تو اس سے نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟

جواب: اگر کوئی اپنی تنہا نماز پڑھ رہا ہو اور وہ سجدے کو کچھ لمبا کر دے تو اِس میں کوئی حَرج نہیں ہے، البتہ اِمام صاحب کو مقتدیوں کا خیال رکھنا ہو گا، اِمام کو کوئی بھی ایسا اَنداز اِختیار نہیں کرنا چاہئے جو لوگوں کے لئے بوجھ ہو اور فی زمانہ ایسی اِحتیاطوں کی زیادہ ضَرورت ہے کیونکہ پہلے ہی لوگ مَساجد سے دُور ہیں، بے اِحتیاطی ہونے کی صورت میں مزید دُور ہو جائیں گے۔ لوگوں کو مَساجد میں سہولتیں اور آسانیاں دینی چاہئیں یہاں تک کہ اگر وہ اِس لئے مسجد میں نہیں آتے کہ AC نہیں ہے تو AC لگا دیں۔ ایک دور وہ تھا جب لوگ سخت گرمیوں میں بغیر پنکھے کے عبادت کیا کرتے تھے اور اب تو AC ہونے کے باوُجود بھی کئی لوگ عبادت کے لئے نہیں آتے اور مَساجد خالی ہوتی ہیں۔

8 قضا نمازوں کے ہوتے ہوئے نوافل پڑھنا کیسا؟

سُوال: جس کے ذِمّے قضا نمازیں ہوں کیا وہ تہجد، اِشراق، چاشت اور اَوّابین کے نوافل پڑھ سکتا ہے؟

جواب: جس کے ذِمّے قضا نمازیں ہوں عُلَمائے کِرام نے اسے (تہجد، اِشراق، چاشت اور اَوّابین وغیرہ) نمازیں پڑھنے کی اِجازت دی ہے۔ اگر کوئی ان نمازوں کی جگہ قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو بھی اُسے اِجازت ہے اور اگر کوئی یہ نمازیں نہیں پڑھتا تو وہ گناہ گار بھی نہیں ہے لیکن ان نمازوں کو پڑھنے کے بڑے فضائل ہیں لہٰذا جس سے بن پڑے وہ انہیں ضرور پڑھے۔

9 مُرید گناہ کرے تو پیر صاحِب ناراض ہو جاتے ہیں؟

سُوال: اگر کوئی مُرید گناہ کرتا ہے تو کیا پیر صاحِب ناراض ہو جاتے ہیں اور اُن کا فیضان کم ہو جاتا ہے؟

جواب: گناہ کرنے سے پیر ناراض ہو یا نہ ہو، اللہ پاک ناراض ہوتا ہے اور ہمیں اللہ پاک کی ناراضی سے بچنا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ پیر کی ناراضی سے بچنے کے لئے گناہ نہ کرے اور اللہ پاک ناراض ہوتا ہو تو ہو جائے، نَعُوْذُ بِاللہ۔ گناہ اللہ پاک کی نافرمانی ہے اور گناہ کرنے والے سے پیارے آقا صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بھی خوش نہیں ہوسکتے، پیر کا نمبر تو بعد میں آئے گا، اِس لئے اللہ پاک کے خوف سے اور پیارے نبی صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے شرم کرتے ہوئے گناہ چھوڑنا چاہئے، گناہ ہر حال میں قابلِ ترک ہے، اِسے چھوڑنا ہی ہو گا۔

10 بچے کا نام "میکائیل" رکھنا کیسا؟

سُوال: کیا بچّوں کا نام فرشتوں کے نام پر رکھ سکتے ہیں، جیسے میکائیل وغیرہ۔

جواب: حدیثِ پاک میں منع کیا گیا ہے کہ فرشتوں کے نام پر نام نہ رکھا جائے۔ (شعب الایمان،6/394، حدیث:8636)

1 تندرستی کے زمانے میں قضا کی گئی نمازیں مریض کس طرح ادا کرے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس شخص کی تندرستی کی حالت میں نمازیں قضا ہوئیں، اب وہ اس قدر بیمار ہے کہ صرف اشارے سے ہی نماز پڑھ سکتا ہے، کیا اس شخص کی حالتِ صحت کی قضا نمازیں اشارے کے ساتھ پڑھنے سے ادا ہو جائیں گی یا ان نمازوں کو صحت یابی کی حالت میں ہی پڑھنا لازم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قضا نماز پڑھنے کے حوالے سے شریعتِ مطہرہ کا اصول یہ ہے کہ قضا نماز کی ادائیگی کا بھی وہی طریقہ ہے جو ادا نماز پڑھنے کا ہے، البتہ اگر کوئی عذر لاحق ہو جائے کہ وہ شخص قیام رکوع اور سجود پر قادر نہ رہے، تو اس صورت میں اس شخص کو اپنے عذر کے مطابق نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ چونکہ صورتِ مسئولہ میں یہ شخص صرف اشارے کے ساتھ نماز پڑھنے پر قادر ہے، لہٰذا اگر یہ شخص اشارے کے ساتھ قضا نمازیں پڑھے تو اس کی قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی، ان نمازوں کو صحت یاب ہونے کے بعد دوبارہ پڑھنا، لازم نہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 بون چائنہ (Bone China) برتن استعمال کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چینی کے برتنوں میں ایسے برتن بھی آتے ہیں، جنہیں بون چائنہ (Bone China) کہتے ہیں، یہ ہڈیوں کو پیس کر بنائے جاتے ہیں، ہمارے ملک میں ان کا استعمال عام ہے، مہربانی فرما کر بتائیں، کیا ہڈیوں سے بنے برتن استعمال کرنا، جائز ہے یا ناجائز؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

انسان اور خنزیر کے علاوہ بقیہ جانداروں کی ہڈیوں کو پیس کر بنائے گئے برتن استعمال کرنا، جائز ہے، اگرچہ وہ جاندار ماکول اللحم (جن کا گوشت کھایا جاتا ہے) ہوں یا غیر ماکول

اللحم (جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا) ہوں، کیونکہ انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی جانوروں کی ہڈیوں سے نفع حاصل کرنا، جائز ہے کہ ان جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں۔ چونکہ برتن بنانے کے طریقہ کار میں پہلے ہڈیوں کی صفائی کی جاتی ہے تاکہ اس پر لگی رطوبت ختم ہو جائے، تو اس رطوبت کے ختم ہونے کے بعد ہڈیاں جو کہ بذات خود پاک ہیں، ہر طرح کی نجاست سے پاک ہو جاتی ہیں، لہٰذا ان ہڈیوں سے بنے برتن استعمال کرنا، جائز ہے۔ مزید یہ کہ جانداروں کے پاک اجزا کو استعمال کرنے کی اجازت حدیث سے بھی ثابت ہے، جیسا کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ وسلَّم ہاتھی کے دانتوں سے تیار شدہ کنگھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔

البتہ انسان اور خنزیر کی ہڈیوں سے بنے ہوئے برتن یا جن برتنوں میں ذرہ برابر بھی انسان یا خنزیر کی ہڈی شامل ہو، ان کا استعمال کرنا ناجائز و حرام ہے، کیونکہ ان دونوں کے اجزاء سے نفع حاصل کرنا حرام ہے۔ انسان کی ہڈی سے نفع حاصل کرنا، اس لیے ناجائز و حرام ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے، تو اس کی عزت و تکریم کے پیشِ نظر اس کے اعضاء سے انتفاع بھی ناجائز و حرام ہے۔ خنزیر کی ہڈی سے نفع حاصل کرنا، اس لیے ناجائز و حرام ہے کہ خنزیر نجس العین ہے، لہٰذا اگر برتن بنانے میں انسان یا خنزیر کی ہڈیوں کا استعمال ہوا ہو اور یہ بات تحقیق سے بھی ثابت ہو، محض شبہ نہ ہو، تو ان برتنوں کو استعمال کرنا، جائز نہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 کیا شہرِ مکّہ میں نیکی کی طرح گناہ بھی لاکھ کے برابر ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اِس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مسجدِ حرام کے علاوہ حدودِ حرم میں نیکی یا گناہ کرتا ہے تو کیا وہ بھی لاکھ کے برابر ہے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

ایک نیکی پر لاکھ نیکیوں کے برابر ثواب یا ایک گناہ کا لاکھ گناہوں کے برابر وبال صرف مسجد الحرام سے خاص نہیں، بلکہ مکمل شہرِ مکہ کا یہی حکم ہے۔ خود نبیِّ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بصراحت شہرِ مکہ میں ایک رمضان اور اُس کے روزوں کو ایک لاکھ رمضان کے مہینوں کے برابر قرار دیا۔ اِسی طرح جلیل القدر تابعی حضرت ابو سعید امام حسن بصری رحمۃُ اللہِ تعالیٰ علیہ نے مکّۂ مکرمہ میں ایک روزے کو ایک لاکھ روزوں اور ایک درہم صدقہ کرنے کو ایک لاکھ درہم صدقہ کرنے کے مساوی فرمایا۔ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مکہ مکرمہ سے ہٹ کر طائف کو قیام گاہ بنانے کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے خوفِ خدا اور بربنائے تقویٰ ارشاد فرمایا: میں اُس شہر میں کیسے مستقل قیام رکھوں کہ جہاں نیکیوں کی طرح گناہوں کا وبال بھی بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ نیکی یا گناہ کی لاکھ سے برابری مسجد الحرام ہی نہیں بلکہ پورے شہرِ مکہ کو محیط ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 ایک ہی قسم متعدد بار کھا کر توڑ دینے سے ایک ہی کفارہ لازم آئے گا یا قسم کے برابر کفارے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ "اللہ کی قسم میں فلاں کی شادی پر نہیں جاؤں گا۔" اور قسم کے یہ الفاظ اس نے کئی بار کہے اور مختلف محفلوں میں کہے، تو یہ ایک قسم ہوئی یا متعدد اور اب اگر وہ یہ قسم توڑ دے اور شادی میں چلا جائے، تو کتنے کفارے لازم ہوں گے؟

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بیان کردہ صورت میں قسم کھانے والے نے جتنی بار قسم کے مذکورہ الفاظ دہرائے اتنی قسمیں منعقد ہوئیں اور قسم توڑنے کی صورت میں اتنے ہی کفارے لازم ہوں گے، خواہ یہ الفاظ اسی مجلس میں دہرائے یا دوسری مجلس میں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

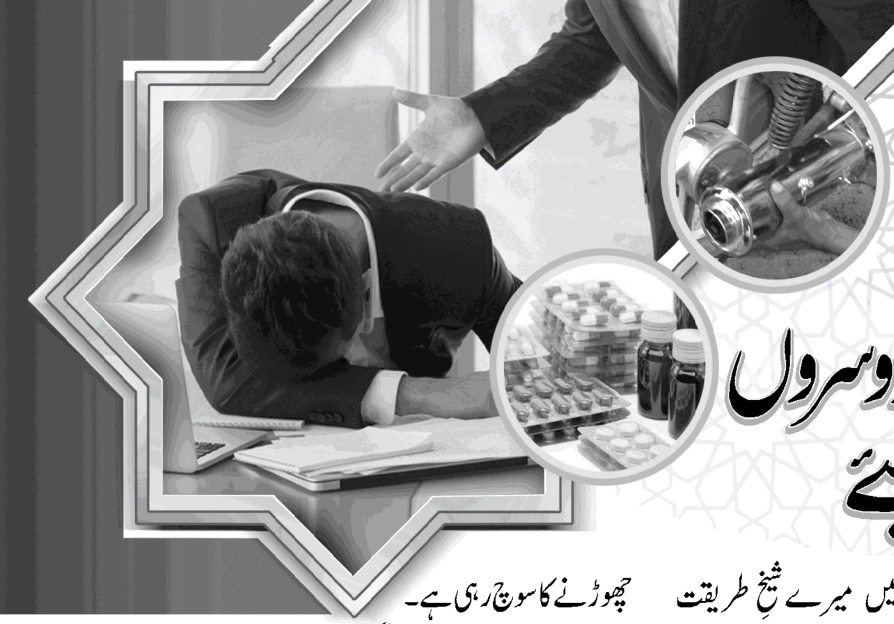

فریاد

اپنے شر سے دوسروں کو بچایئے

ایک مرتبہ مدنی مذاکرے میں میرے شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر مجھ سمیت سب ایک مَدَنی پُھول قبول کرلیں کہ ”میری ذات سے کسی کو شر نہ پہنچے یعنی میری طرف سے کسی کو بُرائی، تکلیف، ناگواری محسوس نہ ہو تو بہت سی حق تلفیوں سے بچت ہوسکتی ہے۔“

اے عاشقانِ رسول! معاشرے میں اِس وقت ایک کی طرف سے دوسرے کو پہنچنے والا ”شر“ بہت پھیل گیا ہے، جس کے نظارے گھروں، محلوں، سڑکوں، بازاروں، دفتروں، کمپنیوں، اسکولوں اور کالجوں وغیرہ میں عام دیکھے جارہے ہیں۔

◉ کہیں شوہر بیوی پر ظلم وزیادتی کرکے اور گھر کے دیگر افراد کے سامنے ذلیل ورسوا کرکے اسے شر پہنچارہا ہے تو کہیں بیوی بدزبانی، بدتمیزی اور نافرمانی کرکے اپنے شوہر کو شر پہنچا رہی ہے، کہیں ساس بے جا سختیاں کرکے اور طرح طرح کے حیلے بہانوں سے بَہُو کو نیچا دکھانے کے لئے اسے شر پہنچارہی ہے تو کہیں بہو نے ساس کی ناک میں دم کرکے رکھا ہوا ہے۔ کہیں اولاد کی طرف سے پہنچنے والے شر سے ماں باپ پریشان ہیں تو کہیں اولاد والدین کے شر سے تنگ آکر ڈپریشن کی مریض بنتی جارہی ہے، گھر چھوڑ کر بھاگ رہی یا پھر گھر چھوڑنے کا سوچ رہی ہے۔

◉ اپنی گاڑی پڑوسی کے گھر کے آگے پارک کرکے، اپنے گھر کا کچرا پڑوسی کے دروازے کے سامنے ڈال کر، گھر کے باہر بیٹھ کر لڈو، تاش اور شطرنج کھیلتے ہوئے رات گئے زور زور سے باتیں کرکے، قہقہے مار کر اور بلند آواز سے گفتگو کرکے، نیز رات دیر سے آکر گاڑی میں بیٹھے ہوئے گھر کے مین گیٹ کے باہر سے ہی ہارن بجا بجاکر اپنے گھر والوں کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کی بھی نیند خراب کرکے اور دیگر مختلف انداز کے ساتھ پڑوسیوں کو شر پہنچایا جارہاہے۔ شادی یا پھر دیگر کسی تقریب کے نام پر محلے بھر میں اُودَھم مچاکر، پٹاخے پھوڑ کر، ڈھول بجاکر اور اسی طرح گلی محلے میں کرکٹ کھیل کر پورے محلے کو اپنے شر کا نشانہ بنایا جارہاہے۔

◉ بائیکوں کے سائلنسر نکال کر، ون ویلنگ کرکے، ون وے پر گاڑی چلاکر، غلط ڈرائیونگ کرکے، گاڑیاں غلط پارک کرکے، ٹریفک جام کرکے یا ٹریفک جام ہو تو خواہ مخواہ ہارن بجابجاکر اور دیگر مختلف ناموں سے روڈز بلاک کرکے راستوں پر لوگوں کو اپنے شر کا نشانہ بنایا جارہاہے۔ اگر روڈ پر کسی کی حق تلفی کردی، لڑائی جھگڑا کیا اور سامنے والے پر ظلم کردیا تو اب دوبارہ اس سے ملنے کی بظاہر کوئی اُمید بھی نہیں ہوتی کہ بندہ

بعد میں پشیمان ہونے پر معافی کی ترکیب کرلے۔

۞ ایک ساتھ کام کرنے والے افراد بسا اوقات ایک دوسرے کی چغلیاں کھا کر، مذاق مسخری اور طنز کرکے اپنے شر سے دوسروں کو بہت پریشان کررہے ہوتے اور انہیں ذہنی مریض بنارہے ہوتے ہیں یہاں تک کہ سامنے والا شخص بعض اوقات دوسرے کے شر سے بچنے کے لئے اپنی نوکری تک چھوڑ دیتا ہے یا چھوڑنے کا ذہن بناچکا ہوتا ہے یا پھر شیطان کے بہکاوے میں آکر انتقامی کارروائی کرتے ہوئے شریعت کی باؤنڈری کو پار کرجاتا ہے۔

۞ کہیں مقررہ ٹائم سے زیادہ دیر روک کر، طاقت سے زیادہ کام لے کر، گالیاں دے کر، دوکوڑی کا سمجھ کر بات کرتے ہوئے حقیرانہ انداز اختیار کرکے باس کی طرف سے ملازمین کو شر پہنچ رہا ہے تو کہیں کام میں ڈنڈی مار کر، ٹائم پورا ہونے سے پہلے کام روک کر، کمپنی کا مال ناقص تیار کرکے اور جان بوجھ کر سیٹھ کو نقصان پہنچانے والے انداز اختیار کرکے ملازمین کی طرف سے اسے شر پہنچ رہا ہے۔

۞ اسی طرح کئی تاجر لوگ ملاوٹ، جھوٹ اور دھوکا بازی کے ذریعے اپنے شر کو عام کررہے ہوتے ہیں، کئی ڈاکٹرز کی طرف سے مریضوں کو بغیر ضرورت کے دوائیاں اور ٹیسٹ لکھ کر شر پہنچایا جارہا ہوتا ہے تو کہیں میڈیکل اسٹور والے نقلی دوائیاں بیچ کر لوگوں کو شر پہنچارہے ہوتے ہیں۔

۞ ہم اپنے بارے میں بھی اگر غور کریں تو دوسروں کو ہماری طرف سے پہنچنے والے "شر" کے سبب حقوق العباد کی پامالی کا ایک انبار ہمیں اپنے اعمال نامے میں بھی نظر آئے گا، نیز ہم سے وابستہ لوگوں کو ہم سے سکون پہنچتا ہے یا شر، تکلیف پہنچتی ہے یا راحت، اپنے اندر جھانک کر اور اپنے رات دن کے معمولات پر غور کرکے ہم میں سے ہر ایک بخوبی اس کا اندازہ کرسکتا ہے بالخصوص ہمارے ماتحت افراد مثلاً بیوی بچے، ملازمین اور شاگرد تو ہمارے شر سے کم ہی بچے ہوئے ملیں گے۔

ہمیں اپنی ذات سے دوسروں کو راحت پہنچانی چاہئے نہ کہ شر، اپنا ایسا ذہن بنانے کے لئے ان احادیثِ مبارکہ کو غور سے پڑھئے:

3 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

❶ تم لوگوں کو (اپنے) شر سے محفوظ رکھو، یہ ایک صدقہ ہے جو تم اپنے نفس پر کروگے۔[1]

❷ جس نے پاکیزہ کھانا کھایا اور سنّت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہے، وہ جنّت میں داخل ہوگا۔[2]

❸ تم میں سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کے شر سے محفوظ رہا جائے اور اس سے بھلائی کی اُمید رکھی جائے۔[3]

حضرت علّامہ عَبْدُ الرَّءُوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص بھلائی کے کام کرتا ہو، یہاں تک کہ لوگوں میں اسی حوالے سے جانا جاتا ہو، اس شخص سے بھلائی کی اُمید رکھی جاتی ہے۔ جس کی بھلائیاں زیادہ ہوں تو دِل اس کے شر سے محفوظ ہوتے ہیں، جب آدمی کے دِل میں اِیمان مضبوط ہوتا ہے تو اس سے بھلائی کی اُمّید رکھی جاتی ہے اور لوگ اس کی بُرائی سے محفوظ ہوتے ہیں، جب اِیمان کمزور ہوتا ہے تو بھلائی کم ہو جاتی ہے اور بُرائی غالب ہو جاتی ہے۔[4]

ایسی رِوایات کو پڑھ کر بعض اوقات ہمارا ذہن بن تو جاتا ہے کہ اب اِن شآءَ اللہ دوسروں کو اپنی ذات سے راحت پہنچانی ہے اور شر نہیں پہنچانا مگر جب کوئی معاملہ ہوتا ہے تو غصے میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

میری تمام عاشقانِ رسول سے فریاد ہے! اپنے شر سے دوسروں کو بچائیے، اپنی ذات اور اپنے کردار سے لوگوں کو راحت پہنچائیے، اللہ کریم ہر عاشقِ رسول کو عافیت و سلامتی نصیب فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) بخاری، 2/150، حدیث:2518 (2) ترمذی،4/233، حدیث:2528 (3) ترمذی، 4/116، حدیث:2270 (4) فیض القدیر، 3/666، تحت الحدیث:4113۔

تقویٰ کی اہمیت اور فائدے

اسلام کی روشن تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم اللہ وحدہٗ لاشریک سے ڈرنا یعنی اس کا خوف وخشیت رکھنا بھی ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِتَّقِ اللہَ حَیْثُمَا کُنْتَ یعنی جہاں بھی ہو اللہ پاک سے ڈرتے رہو۔[1]

اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِس حدیثِ پاک میں تین وصیتیں فرمائی ہیں، جن میں سے پہلی وصیت اللہ پاک سے ڈرنے کے بارے میں ہے، اگلی دو وصیتوں کے متعلق آئندہ شماروں میں لکھا جائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ

اِتَّقِ اللہ یعنی تمام واجبات ادا کرنے اور تمام گناہوں سے رُکنے میں اللہ سے ڈرو کیوں کہ تقویٰ دین کی بنیاد ہے اور اِسی کے ذریعے مَراتبِ یقین تک پہنچا جاتا ہے۔[2]

تقویٰ وپرہیز گاری کی آسان تعریف آخرت میں نقصان دینے والے کام سے بچنا "تقویٰ وپرہیز گاری" ہے اور بچنے والے کو مُتّقی وپرہیز گار کہتے ہیں۔[3] حضرت سفیان ثوری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں کو متقین کا نام اِس لئے دیا جاتا ہے کہ وہ اُن ساری چیزوں سے بچتے ہیں جن سے بچا نہیں جاتا۔[4]

تقویٰ کی اقسام (1) کُفر سے بچنا۔ اللہ کے کرم سے یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ (2) بد مذہبی سے بچنا۔ یہ ہر سُنّی کو نصیب ہے (3) ہر کبیرہ سے بچنا (4) صغائر (چھوٹے گناہوں) سے بھی بچنا (5) شبہات سے بچنا (6) شہوات سے بچنا (7) غیر کی طرف التفات (توجہ کرنے) سے بچنا یہ اللہ پاک کے بہت ہی خاص بندوں کا منصب ہے۔[5] اللہ پاک سے ڈرنے کی وصیت تمام اُمّتوں کو فرمائی گئی چنانچہ اللہ کریم قراٰنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِیَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور بے شک تاکید فرمادی ہے ہم نے ان سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور تم کو کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔[6] قراٰنِ کریم کی کئی آیات میں تقویٰ اختیار کرنے کا حکم آیا ہے۔

قراٰن میں تقویٰ کے ذکر سے متعلق اہم پوائنٹ قراٰنِ کریم میں الگ الگ نسبتوں کے ساتھ تقویٰ یعنی ڈرنے کا حکم آیا ہے جیسی نسبت ہوتی ہے مفہوم بھی اُسی اعتبار سے ہوتا ہے مثلاً: (1) قراٰنِ کریم میں جگہ جگہ اللہ سے ڈرنے کا حکم آیا ہے چنانچہ جب تقویٰ کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ "اللہ کی ناراضی اور غضب سے بچو۔" (2) تا (4) کبھی اللہ کے عذاب، کبھی عذاب کے مقام (Place) (جیسے جہنم) اور کبھی زمانۂ عذاب (جیسے قیامت کے دن) سے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔[7]

تقویٰ کی بنیاد تقویٰ کی اصل یہ ہے کہ بندہ پہلے اِس بات کو جانے کہ "کن چیزوں سے تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے؟" تقویٰ کا علم حاصل کرنے کے بارے میں حضرت بکر بن خُنَیس رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: وہ متقی ہو کیسے سکتا ہے جو یہ نہ جانتا ہو کہ بچنا کس سے ہے؟[8]

اللہ کے آخری نبی کا معمول پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی کو لشکر کا امیر مقرر فرماتے تو اُسے خاص طور پر تقویٰ اپنانے اور مسلمانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آنے کی وصیت فرماتے۔[9]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آخری خطبے میں بھی تقویٰ کی وصیت فرمائی۔ اسی طرح صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان بھی تقویٰ کی وصیت فرماتے رہے۔[10]

تقویٰ کی تین نشانیاں حضرت داوٗد علیہ السّلام نے حضرت سَیِّدُنا سلیمان علیہ السّلام سے فرمایا: مومن کا تقویٰ تین باتوں سے ظاہر ہوتا ہے: 1 جو کچھ نہیں ملا اس کے بارے میں کامل توکل (پورا بھروسا) کرنا 2 جو کچھ پاس موجود ہو اس پر راضی رہنا 3 جو لے لیا گیا اس پر خوب صبر کرنا۔[11]

تقویٰ کا اثر جو مسلمان تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتا ہے اللہ کریم اُس کے کاموں میں برکت ڈال دیتا ہے اور وہ دنیا کا خیر خواہ (بھلا چاہنے والا) بن جاتا ہے، چونکہ متقی مسلمان کا مقصد اپنی واہ واہ نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی رضا ہوتی ہے لہٰذا اُس کی باتیں عام لوگوں سے زیادہ فائدہ مند ہوتی ہیں چنانچہ حضرت ابو سعید بلخی رحمۃُ اللہِ علیہ سے پوچھا گیا: بزرگوں کی باتیں بعد والوں کی باتوں سے زیادہ فائدہ مند کیوں ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: (گفتگو سے) اُن کی چاہت ”اسلام کی عزّت، لوگوں کی نجات، بھائیوں پر شفقت اور رحمٰن کی رضا ہوتی ہے۔“ (اس لئے بزرگوں کی گفتگو زیادہ فائدہ مند ہے۔) اور (گفتگو سے) ہماری چاہت ”عزّتِ نفس، لوگوں کی تعریف اور دنیا میں خوش حالی کی طلب“ ہوتی ہے۔ (اس لئے ہماری باتیں اتنا فائدہ نہیں دیتیں)[12]

اللہ والے کی نصیحت ایک شخص کسی اللہ والے کے پاس گیا اور عرض کی: مجھے کچھ بتائیے۔ فرمایا: تمہارے ساتھ میرا معاملہ اُس شخص جیسا ہے جو گندگی میں گر چکا ہو پھر وہ خوشبو بیچنے والے کے پاس آئے اور کہے: خوشبو کہاں ہے؟ اور خوشبو بیچنے والا کہے: جاؤ! صابن خریدو، اپنے آپ کو اور اپنے کپڑوں کو دھو لو پھر آؤ اور خوشبو لگاؤ۔ وہ اللہ والے فرمانے لگے: اِسی طرح تم بھی ہو، تمہارا نفس گناہوں کی گندگی میں لَت پَت ہے، لہٰذا حسرت کا صابن شرمندگی کی مٹی اور توبہ کا پانی لو، خوف و امید کے برتن کے ذریعے جرم و جفا کی گندگی سے اپنا ظاہر پاک کرو، پھر زہد و تقویٰ کے غسل خانے میں جاؤ، سچائی کے پانی سے نہالو پھر میرے پاس آنا میں تمہیں معرفت کی خوشبو لگاؤں گا۔[13]

حَیْثُمَا کُنْتَ اِس سے مراد یہ ہے کہ چونکہ اللہ پاک ہمارے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور باطن سے بھی باخبر ہے لہٰذا اکیلے ہو یا تم پر نعمتوں کی بارش ہو رہی ہو یا ہر طرف سے آزمائشوں نے گھیرا ہو ہر جگہ اور ہر کنڈیشن میں اللہ پاک سے ڈرتے رہو، ہر صورت میں اللہ کے حکم پر عمل کرو، اُسے راضی کرنے والے کام کرو اور اُس کی ناراضی سے بچو۔[14]

اللہ سے ڈرنے کے انداز ہمارے بزرگ رات دن اللہ پاک کی فرماں برداری میں گزارنے کے باوجود اللہ پاک سے ڈرتے رہتے چنانچہ جب آندھی چلتی تو حضرت عطا سلمی رحمۃُ اللہِ علیہ روتے ہوئے فرماتے: ”یہ میری وجہ سے ہے، اِس سے مخلوق کو آزمائش ہوگی، اگر عطا مر جائے تو اِس بلا سے مخلوق نجات پا جائے۔“ آپ خوب روتے ہوئے فرماتے: اے عطا! شاید تجھے سب سے پہلے جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا اور تو غافل ہے![15] جس سوسائٹی کے لوگ اللہ پاک سے غافل نہ ہوں اور اُن کے پیشِ نظر یہ ہو کہ اللہ اُنہیں دیکھ رہا ہے وہاں لوگوں کے حقوق (Human Rights) کتنے محفوظ ہوں گے! امن و امان کی صورتِ حال کتنی مثالی ہوگی! فرائض و واجبات کی پابندی کی کیفیت کس قدر متاثر کُن (Impressive) ہوگی! جہاں لوگوں میں اللہ پاک کا خوف پیدا ہو جائے اُن کے ذہن میں دوسرے کا بھلا چاہنے والی سوچ پیدا ہو، وہ اللہ پاک کے بندوں کی آزمائش دور کرنے اور آسانیاں پیدا کرنے کا ذریعہ بنیں گے، اُن کی زبانیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو فائدہ دینے اور نقصان سے بچانے کے لئے استعمال ہوں گی، اُن کے ہاتھ کسی کو گرانے کے لئے استعمال نہیں ہوں گے بلکہ سنبھالنے اور سہارا دینے کا سبب بنیں گے۔

آیئے! ہم عہد کریں کہ ہر حال میں اللہ پاک سے ڈریں گے اور ہر صورت میں اُس کی نافرمانی سے بچیں گے۔

---

(1) ترمذی، 3/397، حدیث: 1987 (2) مرقاۃ المفاتیح، 8/810 (3) تفسیر بیضاوی، 1/99 (4) جامع العلوم و الحکم، ص201 (5) تفسیر خزائن العرفان، ص4 بتصرّف قلیل (6) پ5، النسآء: 131 (7) جامع العلوم و الحکم، ص201 تا 202 (8) جامع العلوم و الحکم، ص201 (9) مسلم، ص737، حدیث: 4522 (10) جامع العلوم و الحکم، ص202 (11) احیاء العلوم، 4/90 (12) حالۃ اھل الحقیقۃ مع اللہ، ص38 (13) حالۃ اھل الحقیقۃ مع اللہ، ص43 (14) مرقاۃ المفاتیح، 8/810 (15) حالۃ اھل الحقیقۃ مع اللہ، ص70۔

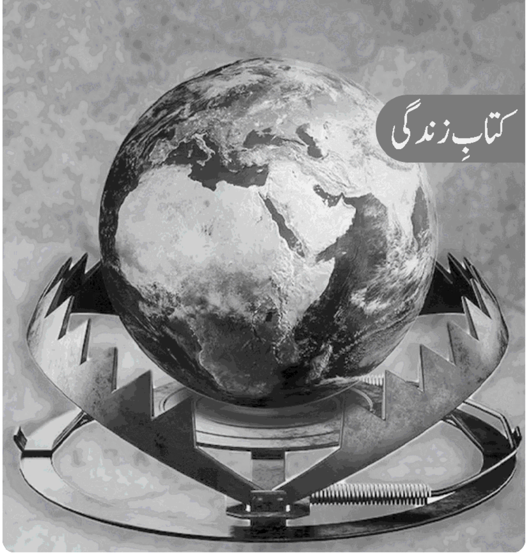

(تیسری اور آخری قسط)

24 حقیقتیں
(Realities)

(گزشتہ سے پیوستہ)

40 قناعت کا مال ختم نہیں ہوتا

(The well of contentment never runs dry)

لوگ مال کمانے اور خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ سونا، چاندی اور غیر ملکی کرنسی وغیرہ کی صورت میں بھی مال جمع کرتے ہیں تاکہ فوری ضرورت میں کام آسکے اور پریشانی نہ ہو مگر یہ مال بھی ایک دن ختم ہوجاتا ہے، لیکن قناعت وہ مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ صادق و امین نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ سچی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے: عَلَيْكُمْ بِالْقَنَاعَةِ فَإِنَّ الْقَنَاعَةَ مَالٌ لَا يَنْفَدُ ترجمہ: تم پر قناعت کو اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔[1]

علّامہ عبدُ الرءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قناعت کا مطلب ہے کم پر راضی رہنا، اسے جتنا خرچ کرے یعنی جس قدر قناعت سے کام لے گا یہ ختم نہ ہوگی، جتنی بھی دنیاوی پریشانی آئے گی قناعت کرنے والا اس پر راضی رہے گا۔ مزید فرماتے ہیں: قناعت ایمان کی قوت اور (اللہ پر) یقین میں اضافے کی بدولت بے نیاز دل میں پیدا ہوتی ہے، اگر کوئی قناعت کرے تو برکت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔[2]

ہمیں چاہئے کہ سیونگ کے دیگر ذرائع اپنانے کے ساتھ ساتھ قناعت کی دولت سے بھی حقیقی طور پر مالا مال ہوجائیں، یہ دولت طرح طرح کے مالی بحرانوں میں ہمارے کام آئے گی وہ اس طرح کہ جس طرح جیب میں مال ہونے کی وجہ سے دل و دماغ سکون میں ہوتے ہیں وہی سکون ہمیں قناعت کے نتیجے میں ملے گا اور ہم پریشانیوں کا سامنا اچھے طریقے سے کرسکیں گے، اِنْ شآءَ اللہ۔

41 نیک لوگ رازدار ہوتے ہیں

(Good people are trustworthy)

حضرت علیُّ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قُلُوْبُ الْاَبْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَار“ ترجمہ: نیک لوگوں کے دل رازوں کی قبریں ہوتے ہیں۔ (یعنی جس طرح قبر میت کو اپنے اندر چھپائے رکھتی ہے، اسی طرح نیک لوگ رازوں کو اپنے دل میں محفوظ رکھتے ہیں۔)[3]

لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ضرورتاً اپنے راز نیک لوگوں سے شیئر کریں ورنہ ہر کسی کو راز بتانا کہیں ہمیں آزمائش میں نہ ڈال دے۔

42 مداخلت کسی کو اچھی نہیں لگتی

(No one likes interference)

کوئی بھی اپنے ذاتی معاملات میں کسی کی غیر ضروری مداخلت پسند نہیں کرتا، کاروباری دوست، آفس مینجمنٹ کے افراد یا میاں بیوی اکیلے میں بحث و تکرار کررہے ہوں تو بلا ضرورت ان کی باتیں غور سے سننے اور ان کے درمیان میں کُود پڑنے کے بجائے نظر انداز کردینا چاہئے اس لئے کہ بعض اوقات بات دو افراد کے درمیان رہے تو ختم ہونے کا چانس زیادہ ہوتا ہے لیکن تیسرا شخص شامل ہوجائے تو بات بڑھنے کا چانس زیادہ ہوتا ہے۔ حضرتِ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک دانشور (یعنی اہلِ علم) کے بارے میں یہ سنا کہ وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی شخص بھی اپنی جہالت کا اقرار نہیں کرتا سوائے اُس شخص کے کہ جب کوئی دوسرا بات کررہا ہوتا ہے تو اُس کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی بیچ میں اپنی بات شروع کردیتا ہے۔ سمجھدار آدمی اُس وقت تک اپنی بات شروع نہیں کرتا جب تک دوسرے کی بات ختم نہ ہوجائے۔[4]

43 صورت اچھی ہو تو سیرت اچھی ہونا ضروری نہیں

محض کسی کی خوبصورتی دیکھ کر اس کے حُسنِ اخلاق کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ اس کے کردار و عمل کا مشاہدہ اور تجربہ کرنے کے بعد ہی حتمی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ضروری نہیں کہ جس کی صورت اچھی ہو اس کی سیرت بھی اچھی ہو، کیونکہ واسطہ سیرت سے پڑتا ہے، کھال سے نہیں۔(5)

44 دوسروں کو اُصولوں کا پابند بنانے کا طریقہ

(Making others abide by the rules)

امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: کسی کو اُصول کا پابند بنانے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خود اُصول کے پابند بن جائیں۔

45 بعض اوقات پریشانیاں حالات کی وجہ سے نہیں خیالات کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

46 موتی اگر کیچڑ میں گر جائے تو بھی نفیس (قیمتی) ہی رہتا ہے اور غُبار آسمان پر چڑھ کر بھی کَثِیف (بے قیمت) ہی رہتا ہے۔

47 پیغام پہنچانے والا ضروری نہیں آپ ہی کے الفاظ اور لہجے میں پیغام پہنچائے۔

48 خوشیاں خود بخود جھولی میں نہیں آن گرتیں بلکہ غموں کے سمندر سے خوشیوں کی سیپیاں تلاش کرنا پڑتی ہیں۔

49 فیصلہ آپ کا ذاتی ہے تو اس کے نتائج کا سامنا بھی آپ ہی کو کرنا ہوگا۔ اپنی غلطیوں کا ذمہ دار دوسروں کو قرار نہ دیں۔

50 حد سے زیادہ غصہ کرنا وحشت دلاتا ہے اور بے موقع نرمی ہیبت مٹاتی ہے۔ نرمی اور سختی حسبِ موقع کرنا مناسب ہے، سرجن ضرورت پڑنے پر کٹ بھی لگاتا ہے پھر اس پر مرہم بھی لگاتا ہے۔

51 مال زندگی گزارنے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ زندگی مال کمانے کے لئے۔

52 ہر ایک کی اپنی پسند ہوتی ہے اس لئے کسی کی جائز پسند کو چیلنج نہیں کرنا چاہئے۔

53 پرندہ فضا میں اُڑتا ہے اور مچھلی پانی میں تیرتی ہے۔ اپنی صلاحیتوں کے بارے میں غلط اندازے نہ لگائیں۔

54 سب کو سب کچھ نہیں مل سکتا، اس لئے تقسیمِ الٰہی پر راضی رہئے۔

55 ہاتھی چھلانگ نہیں لگا سکتا، لِکُلِّ فَنٍّ رِجَالٌ (یعنی ہر کام کے لئے ماہر افراد ہوتے ہیں)۔

56 آج بچھڑنے والے کل دوبارہ اکٹھے ہوسکتے ہیں، اس لئے جب بھی کسی سے جدا ہوں سلیقے اور طریقے سے الگ ہوں۔

57 مصیبت میں راحت کی تلاش بھی اِک مصیبت ہے۔

58 موڈ موسموں کی طرح بدلتا رہتا ہے، اہم فیصلے موڈ نہیں اصول کے مطابق کرنے چاہئیں۔

59 فوری کمنٹس شرمندگی کا سبب بھی بن جاتے ہیں، اس لئے معاملے کا صحیح رُخ سامنے آنے کا انتظار کیجئے اس کے بعد شرعاً اجازت ملنے کے بعد کمنٹس پاس کیجئے۔

60 دنیا کا نظام تقسیم کاری پر چل رہا ہے، اس لئے ہر کام خود کرنے کی ضد نہیں کرنی چاہئے بلکہ وہ کام کسی کو سکھا کر اپنا معاون بنالیجئے، اگرچہ اس میں کچھ وقت صرف ہوجائے گا لیکن آئندہ کے لئے آپ کو سہولت ہوجائے گی، اِنْ شَآءَ اللہ۔

61 دوسرے کو نکما ثابت کرکے خود کو اہل ثابت کرنے کی کوشش کرنا دانشمندی نہیں۔ کسی کی ٹانگیں کاٹ دینے سے بونوں کا قد بڑا نہیں ہوجاتا۔

62 عافیت کی قدر اسی کو ہوتی ہے جو کسی مصیبت میں گرفتار ہوا ہو۔

63 سونا کان کھودنے پر نکلتا ہے، ہر قیمتی چیز کو پانے کے لئے اس کی قیمت رقم یا محنت مشقت کی صورت میں ادا کرنا پڑتی ہے۔

محترم قارئین! مضمون "حقیقتیں" کی تین قسطوں میں 63 حقیقتوں کا بیان ہوا، اسی طرح کی بہت سی حقیقتیں آپ کے علم یا تجربے میں بھی ہوں گی، ان کی روشنی میں اپنی زندگی کو بہتر سے بہترین کرنے کی کوشش کیجئے۔

---

(1) معجم اوسط، 5/161، حدیث: 6922 (2) فیض القدیر، 4/456، 705 (3) احیاء العلوم، 1/84 (4) گلستانِ سعدی، ص118 (5) گلستانِ سعدی، ص197۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا صحابیات کے ساتھ انداز

نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جس طرح اپنے صحابہ کی تربیت فرماتے، ان کا خیال رکھتے، ان کی مشکلات دور فرماتے تھے اسی طرح صحابیات کی تعلیم و تربیت کا بھی خاص خیال رکھتے تھے، آپ کا صحابیات کی تربیت کا انداز بھی انتہائی خوبصورت تھا۔ کتبِ سیرت و حدیث میں ایسے کثیر واقعات وروایات موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کے ساتھ ساتھ صحابیات کی تربیت کا بھی اہتمام فرمایا۔ لیکن یاد رہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تربیت کے حوالے سے جن خواتین سے مِزاح فرمایا جیسا کہ حضرت اُمِّ اَیمن اور حضرت صفیہ اور جن خواتین کے گھر تشریف لے کر گئے جیسے حضرت اُمِّ سُلیم، وہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحرمہ رشتہ دار تھیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خواتین سے پردے کا اہتمام فرماتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کوئی تحریر تھی، اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دینا چاہا، حضور نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا: معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے! اُس نے کہا: عورت کا ہاتھ ہے۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اگر عورت ہوتی تو ناخنوں کو مہندی سے رنگتی۔[1]

جبکہ بعض واقعات پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کے ہیں۔ آیئے خواتین کی تربیت کے حوالے سے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ کے چند گوشے ملاحظہ کیجئے:

تعلیم و تربیت حضرت انس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مسجد میں تشریف لائے، اس وقت مسجد کے دو ستونوں کے درمیان رسی تنی ہوئی تھی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہُ عنہم نے عرض کی: یہ حضرت زینب رضی اللہُ عنہا کی رسی ہے وہ نماز پڑھتی ہیں اور جب ان پر تھکن یا سستی طاری ہوتی ہے تو اس رسی کو پکڑ لیتی ہیں۔ حضور سیدُ المرسَلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس رسی کو کھول دو، تم میں سے ہر شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک وہ آسانی سے نماز پڑھ سکے اور جب اس پر تھکن یا سُستی طاری ہو تو وہ بیٹھ جایا کرے۔[2]

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس بنو اسد کی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی، اتنے میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے اور فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ فلانہ ہے جو رات بھر عبادت کرتی ہیں اور ان کی عبادت

کی تفصیل بیان کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: نہیں، ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ تم اتنی ہی عبادت کرو جتنی تم میں طاقت ہے کیونکہ اللہ ملال نہیں ڈالتا حتی کہ تم خود ملال میں پڑو۔[3]

دیکھ بھال حضرت خباب بن ارت کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد کسی جنگی مہم میں گئے ہوئے تھے تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہماری دیکھ بھال کیا کرتے یہاں تک کہ ہماری بکری کا دودھ بھی دوہا کرتے تھے۔[4]

عیادت کرنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت اُمِّ سائب یا اُمِّ مسیب رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے۔ آپ بخار سے کانپ رہی تھیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے پوچھا: کیا ہوا، کیوں کانپ رہی ہو؟ عرض کی: بخار ہے اور ساتھ ہی کہا کہ اللہ پاک اس میں برکت نہ دے۔ اس پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے (ان کی اصلاح کرتے ہوئے) فرمایا: بخار کو بُرا نہ کہو کہ یہ بنی آدم کے گناہوں کو ایسا مٹاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کرتی ہے۔[5]

عمدہ مشورہ دینا حضرت اُمِّ قیس بنت محصن اسدی خزیمی رضی اللہ عنہا اَوّلین مُہاجرات میں سے تھیں۔ آپ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ آپ حاضرِ خدمت ہوئیں تو آپ کے ساتھ آپ کا ایک بچہ بھی تھا، جس کے گلے میں درد تھا۔ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں عُودِ ہندی استعمال کرنے کا مشورہ دیا جو سات بیماریوں میں شفا دیتی ہے۔[6]

مدینہ شریف میں عطر بیچنے والی ایک خاتون رہتی تھیں ان کا نام حولاء انصاریہ تھا۔ ایک بار وہ اُمُّ الْمؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور کہا: اے مومنوں کی ماں! میں ہر رات خوشبو لگاتی، دلہن کی طرح تیار ہوتی اور اللہ کی رضا کے لئے اپنے شوہر کے پاس جاتی ہوں لیکن وہ مجھ سے منہ پھیر لیتے اور غصے سے ہی دیکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہیں آجاتے تم نہ جانا۔ جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: مجھے حولاء کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے کیا وہ تمہارے پاس آئی تھی؟ کیا تم نے اس سے کوئی چیز خریدی ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کی: نہیں، یارسول اللہ، بلکہ وہ تو اپنے شوہر کی شکایت کرنے آئی ہیں۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سے فرمایا: کیا بات ہے حولاء؟ انہوں نے جو بات حضرت عائشہ سے کہی تھی وہ ساری نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سُنا دی۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے خاتون! جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میرے لئے کیا ثواب ہے؟ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے لئے مختلف اجر بیان فرمائے۔[7]

صحابیات کے بچّوں پر کرم تحنیک یعنی گھٹی دینے کا مطلب یہ ہے کہ نومولود بچے کو پہلی بار کوئی میٹھی چیز چٹانا، حصولِ برکت کیلئے یہ عمل بزرگوں سے کرایا جاتا تھا۔ مخلوق میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بڑھ کر کون بزرگ اور برکات کا سرچشمہ ہو سکتا ہے لہٰذا صحابیات اپنے بچّوں کو تحنیک کے لئے آپ کے پاس لاتیں اور آپ عموماً کھجور کا گودا اپنے دہن مبارک میں چبا کر نومولود کے منہ میں رکھ دیتے جس سے بچہ سعادت مند ہو جایا کرتا تھا۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے ہاں جب حضرت عبدُ اللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی تو آپ بھی ان کو حضور کی بارگاہ میں لے گئیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھجور سے اس باسعادت نومولود بچے کو گھٹی دی اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔[8]

---

(1) ابو داؤد، 4/104، حدیث: 4166 (2) مسلم، 307، حدیث: 1831 (3) بخاری، 1/390، حدیث: 1151 (4) طبقات ابن سعد، 8/226، رقم: 4241 (5) اسد الغابہ، 7/367، رقم: 7454- مسلم، ص1068، حدیث: 6570 (6) بخاری، 4/25، حدیث: 5715 (7) اسد الغابہ، 7/85، رقم: 6860 (8) بخاری، 3/546، حدیث: 5469 مختصراً۔

جنت واجب کروانے والی نیکیاں (قسط:02)

اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مغرب کے بعد دس مرتبہ یہ کلمات "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" پڑھے، تو اللہ پاک اس کے لئے فرشتے بھیجتا ہے جو صبح تک اسے شیطان سے محفوظ رکھتے ہیں، اور اللہ پاک ان کلمات کے سبب اس کے لئے (جنت) واجب کرنے والی دس نیکیاں لکھتا ہے اور (جہنم) واجب کرنے والی دس خطائیں اس کی مٹا دیتا ہے اور (ان کلمات کو پڑھنے کے عوض) اس کے لئے دس مؤمن غلام آزاد کرنے کے برابر (ثواب) ہے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! جنت واجب کرنے والی کچھ نیکیاں گزشتہ قسط میں ذکر کی جاچکی ہیں مزید چند نیکیوں کے متعلق 8 فرامینِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پڑھئے۔

1 جس نے کہا "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔[2]

2 جس کے کلام کا آخر "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔[3]

3 جو مسلمان ایمان کی حالت میں مرا اور اس نے اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔[4]

4 جو شخص اللہ پاک سے اِس حال میں ملا کہ اس نے صرف اللہ پاک ہی کی عبادت کی تو اس کے لئے جنّت واجب ہوگئی۔[5]

5 جو مسلمان مَر جائے اور اس پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز پڑھیں تو اللہ پاک (اس کے لئے جنت) واجب فرما دیتا ہے۔[6]

6 جس کی روح اس کے جسم سے اس حال میں جدا ہوئی کہ وہ شخص تین چیزوں "تکبر، قرض اور خیانت" سے بری ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے یا ارشاد فرمایا: اس کے لئے جنت ہے۔[7]

7 جس نے سچے دل سے اللہ پاک سے اس کی راہ میں شہادت ملنے کا سوال کیا تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔[8]

8 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اس کی برائی بیان کی۔ حضور پُرنور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یارسول اللہ! صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کیا چیز واجب ہوگئی؟ ارشاد فرمایا: پہلے جنازے کی تم نے تعریف کی، اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور دوسرے کی تم نے برائی بیان کی، اُس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین میں اللہ پاک کے گواہ ہو۔[9]

بقیہ آئندہ شمارے میں

---

(1) ترمذی، 5/315، حدیث: 3545 (2) مستدرک، 5/356، حدیث: 7713 (3) مسند احمد، 36/443، حدیث: 22127 (4) مسند احمد، 31/383، حدیث: 19035 (5) شعب الایمان، 3/298، حدیث: 3589 (6) ابوداؤد، 3/270، حدیث: 3166 (7) مسند بزاز، 10/95، حدیث: 4159 (8) معجم کبیر، 20/106، حدیث: 207 (9) بخاری، 1/460، حدیث: 1367۔

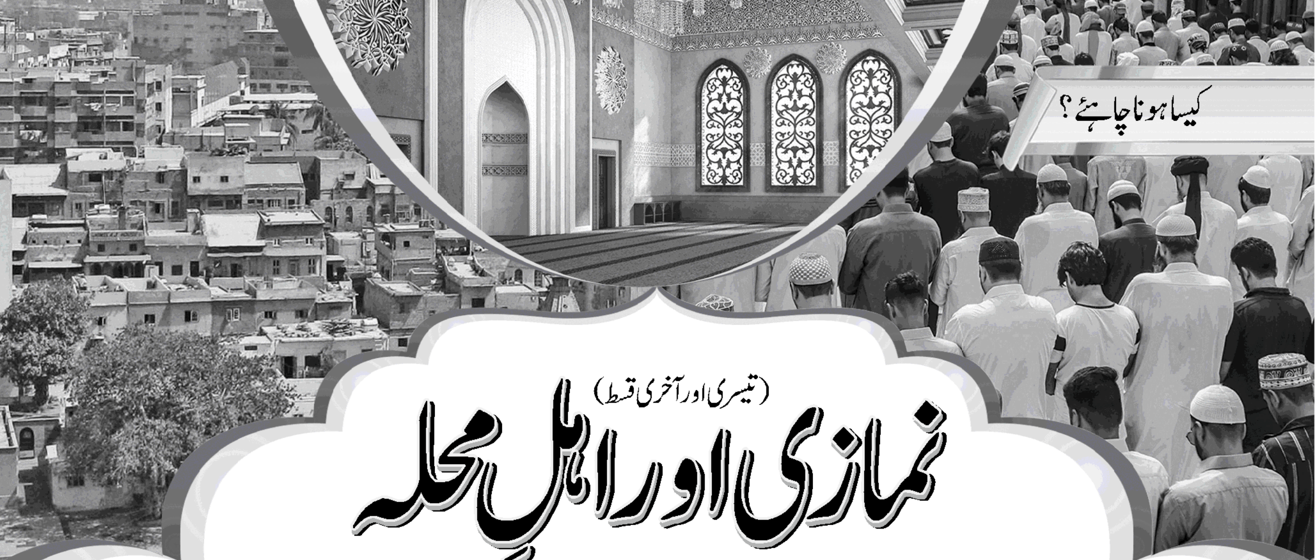

(تیسری اور آخری قسط)

نمازی اور اہلِ محلہ

✺ویسے تو امام صاحب اور دیگر سبھی کو جماعت کے بعد سنتیں اور نوافل مسجد ہی میں ادا کرنے چاہئیں تاکہ کہیں مصروفیات کے باعث رہ نہ جائیں لیکن بعض امام صاحبان کی امامت کے علاوہ دیگر علمی مصروفیات بھی ہوتی ہیں جن کے باعث بعض اوقات فرضوں کے بعد کی سنتیں اور نوافل مسجد میں ادا نہیں کرتے، وہ یا تو گھر پر ادا کرتے ہیں یا کہیں جانا ہو تو وہاں جاکر ادا کرلیتے ہیں، اسی طرح کئی ائمہ وِتر صبح تہجد کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ ایسے میں نمازیوں کو امام کے بارے میں بدگمانی نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی اس حوالے سے بضد ہونا چاہئے کہ وہ مکمل نماز پڑھ کر تمام نمازیوں کو مسجد سے بخیر و عافیت رخصت کرکے ہی گھر جائیں۔

✺روز مرّہ کی ضرورتیں سب کے ساتھ ہوتی ہیں، امام و مؤذن بھی انسان ہیں، انہیں بھی اپنے بچوں اور فیملی کی ضروریات کے سلسلے میں کہیں جانے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے جیسے عام ملازمین اور ورکرز اداروں سے چھٹی لے کر اپنے پیاروں کو ملنے جاتے ہیں، اسی طرح اگر امام صاحب یا مؤذن صاحب نماز یا اذان سے رخصت پر جاتے ہیں تو اہلِ محلہ کو بلاوجہ باتیں بنانے کی بجائے ان کا ساتھ دینا چاہئے۔

✺بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کبھی اقامت میں چند سیکنڈ تاخیر ہوجائے یا اذان چند منٹ لیٹ ہوجائے تو امام و مؤذن کو کوسنا شروع کردیتے ہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے، چند سیکنڈ یا منٹ کی تاخیر کبھی کبھار ہوجانا کوئی بڑی بات نہیں۔

✺کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو امام صاحبان کے ساتھ بہت ہمدردی دکھاتے ہیں، ہر بات میں تائید کرتے ہیں، بات بات پر امام صاحب کی تعریفیں کرتے ہیں اور کچھ ہی عرصہ بعد امام صاحب سے پیسے ادھار مانگتے ہیں، ایک دوبار تو پیسے مانگ کر لوٹا دیں گے، اس کے بعد عموماً نظر نہیں آتے۔

✺کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ لازماً مسجد کے معاملات میں امام صاحب اور مؤذن صاحب ہی کو کوسنا چاہتے ہیں، بالخصوص ایسی مساجد کہ جہاں امام و مؤذن مسجد کی تعمیر وغیرہ کے معاملے میں متحرک ہوں اور مسجد کے لئے فنڈ وغیرہ کی ترغیب دلاتے ہوں تو اکثر لوگ مسجد کی صفائی، اذان وقت پر نہ ہونے، کسی لائٹ یا پنکھے کے خراب ہونے وغیرہ کی شکایتیں امام صاحب کو کررہے ہوتے ہیں اور انداز بھی ایسا ہوتا ہے کہ جیسے سپروائزر صاحب مزدور کو اس کی بہت بڑی غلطی پر تنبیہ کررہے ہوں۔ ایسے احباب سے گزارش ہے کہ یہ امام صاحب کا کام نہیں ہوتا،

ایسے معاملات کی خبر مسجد انتظامیہ کو دینی چاہئے۔

❁ اہلِ محلہ کو مسجد انتظامیہ یا مسجد کے کسی بھی کام کے حوالے سے کوئی شکایت یاپریشانی ہو تو چاہئے کہ مسجد انتظامیہ کے افراد سے مل کر اکیلے میں بات کی جائے، بھری مسجد میں، مجمعِ عام کے سامنے یاجمعہ وغیرہ کے اجتماع میں مسجد کے مسائل کاشور مچانابھلے کا نہیں بلکہ فتنے کا کام ہے۔

❁ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ عمر زیادہ ہونے کی صورت میں خود کو علم میں بھی زیادہ سمجھتے ہیں، جبکہ حالت یہ ہوتی ہے کہ حدیث کی تین کتابوں کے نام بھی معلوم نہیں ہوتے، ایسے لوگ کئی مرتبہ امام صاحب کے بیان کردہ نماز وغیرہ کے شرعی مسائل پر بھی اعتراض کررہے ہوتے ہیں، بعض تو کہتے ہیں کہ "ہمیں 20 یا 30 سال ہوگئے نماز پڑھتے ہوئے، ہم نے تو یہ مسئلہ نہیں سنا۔" آپ نے نہیں سنایا آپ کو کسی نے بتایا نہیں تو اس میں امام صاحب کا کیا قصور ہے!!

مسجد کی کرسیاں بھی بعض اوقات اکھاڑے کا سبب بن جاتی ہیں کیونکہ کرسی پر نماز پڑھنے والے بعض لوگ اتنے سیٹھ ہوتے ہیں کہ مسجد میں آنا بھی لیٹ ہے اور کرسی لے کر بیٹھنا بھی پہلی صف میں ہے، یوں وہ کرسی اٹھاکر لوگوں کی گردنیں پھلانگتے کسی کو گھٹنا مارتے تو کسی پر کرسی لہراتے پہلی صف کی جانب بڑھ رہے ہوتے ہیں کہ جیسے ان کے پہلی صف میں نہ بیٹھنے سے کسی کی بھی نماز قبول نہیں ہوگی۔ الامان والحفیظ

نوٹ کرسی پر نماز پڑھنے کے حوالے سے تفصیلی اور شرعی مسائل کی معلومات پر مشتمل انتہائی اہم رسالہ "کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام" پڑھئے۔

اسی طرح بعض احباب اپنے بچے ساتھ لاتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ بچہ ان کے ساتھ ہی بڑوں کی صف میں کھڑا ہو، حالانکہ شرعی مسئلہ ہے کہ ناسمجھ بچوں کو بالغوں کی صف میں کھڑا کرنا منع ہے۔ بعض تو جمعہ کے دن دورانِ بیان لیٹ آتے ہیں اور پھر لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے آکر بیٹھتے ہیں اور اکیلے نہیں بلکہ نواسے یاپوتے کو بھی ساتھ ہی بٹھانا ہے، کئی دفعہ دیگر نمازیوں سے تکرار تک بھی بات پہنچ جاتی ہے۔ ایک امام صاحب کا بیان ہے کہ ہماری مسجد میں ایک صاحب کا ایسا ہی معمول تھا، ایک مرتبہ کسی نمازی نے ان کے بچے کو پیار سے پچھلی صف میں کھڑا کردیا، بچہ وہیں سے گھر چلا گیا، نماز سے فارغ ہوئے تو وہ صاحب امام صاحب پر بگڑنے لگے کہ لوگ بچوں کو پیچھے کیوں کردیتے ہیں، اب بتائیں کہ امام بے چارہ کیا کرے؟ امام صاحب نے بڑے پیار سے کہا کہ محترم ناسمجھ بچوں کو پچھلی صفوں میں کھڑا کرنے کا حکم ہے، تو وہ فرمانے لگے کہ فلاں مسجد میں تو ایسا نہیں ہوتا۔

یادرکھئے کہ "ایسے ناسمجھ بچے جو نماز پڑھنا ہی نہیں جانتے چونکہ نماز کے اہل ہی نہیں ہوتے لہٰذا ان کے صف میں کھڑے ہونے سے ضرور صف قَطع ہوگی اور قطعِ صف ناجائز و گناہ ہے۔ لہٰذا انہیں ہرگز مَردوں کی صف میں کھڑا نہ کیا جائے تکمیلِ صف کا دھیان رکھا جائے۔"

❁ مسجد میں بیٹھنا اور ذکر و اذکار میں مصروف رہنا اگرچہ ثواب کا کام ہے لیکن بعض نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ آخر تک بیٹھے رہتے ہیں لیکن جاتے وقت نہ مسجد کا دروازہ بند کرتے ہیں اور نہ ہی لائٹیں وغیرہ آف کرتے ہیں۔ ایسے احباب سے گزارش ہے کہ خدارا مسجد کے بارے میں صرف ایک بار اپنے گھر کی طرح سوچئے کہ اس کا بھی بجلی کا بل دیا جاتا ہے اور مسجد کے سامان وغیرہ کی حفاظت بھی ضروری ہوتی ہے۔

بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

حُجّۃُ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ کے فرامین

1 لوگوں کے دِلوں میں اپنا مقام بنانا اگر عبادات کے علاوہ دیگر امور سے ہو تو یہ مال طلب کرنے کی طرح ہے لہٰذا حرام نہیں ہے۔(احیاء العلوم،3/368)

2 مال سانپ کی طرح ہے اس میں زہر بھی ہے اور تِریاق بھی۔ تریاق اس کے فوائد ہیں اور اس کی آفات اس کا زہر ہیں تو جو شخص اس کے فوائد اور آفات دونوں سے واقف ہو گا اس کے لئے اس کے شر سے بچنا اور خیر سے نفع اٹھانا ممکن ہو گا۔(احیاء العلوم،3/291)

3 زبان اس لئے بنائی گئی ہے کہ اس کے ذریعے کثرت سے اللہ پاک کا ذکر اور اس کی کتاب (قراٰنِ کریم) کی تلاوت کی جائے، اللہ پاک کے راستے کی طرف مخلوق کی راہنمائی کی جائے، دینی و دُنیاوی ضروریات سے تعلق رکھنے والی دل کی باتوں کا زبان سے اظہار کیا جائے۔ تو جب زبان کو جن کاموں کے لئے بنایا گیا ہے ان سے ہٹ کر دوسرے کاموں میں استعمال کیا جائے گا تو اِس میں اللہ پاک کی نعمت کی ناشکری ہوگی۔

(مجموعۃ رسائل الامام الغزالی، بدایۃ الہدایۃ، ص388)

4 یہ بات ذِہن نشین رکھو کہ فَقر ایک عُمدہ صِفَت ہے لیکن فقیر کو قناعت پسند ہونا چاہئے اس طرح کہ لوگوں کے مال میں طمع نہ رکھے اور جائز و ناجائز کی پروا کئے بغیر مال کمانے کا حریص نہ ہو۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ کھانے، پہننے اور رہنے کے معاملات میں ضرورت کی مقدار ہی کو کافی سمجھے اور ان میں بھی سب سے کم اور ہلکی مقدار پر اکتفا کرے۔ اپنی اُمیدوں کو ایک ایک دن یا ایک مہینے تک محدود رکھے، ایک ماہ سے زیادہ منصوبوں میں اپنا دل مشغول نہ رکھے۔ زیادہ کے شوق اور لمبی امید کے سبب آدمی قناعت کی دولت سے محروم اور حرص و طمع کی گندگی میں پڑ جاتا ہے اور پھر حرص و طمع اسے بد اخلاقیوں اور برائیوں کا ارتکاب کرنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔(احیاء العلوم،3/293)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی!

5 لعنت بہت سخت چیز ہے، ہر مسلمان کو اس سے بچایا جائے بلکہ کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اس کا کفر پر مرنا قرآن وحدیث سے ثابت نہ ہو۔(فتاویٰ رضویہ،21/222)

6 اگر (کوئی) اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ اُن فضائل سے اس کی ثناء (یعنی تعریف) کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔(فتاویٰ رضویہ،21/597)

7 عالمِ شریعت اگر اپنے علم پر عامل بھی ہو چاند ہے کہ آپ ٹھنڈا اور تمہیں روشنی دے ورنہ شمع ہے کہ خود جلے مگر تمہیں نفع دے۔(فتاویٰ رضویہ،21/531)

عطّار کا چمن، کتنا پیارا چمن!

8 ہمیں روز کم از کم ایک بار خاتمہ بالخیر کی دعا ضرور کرنی چاہئے۔(فیضانِ اولیا، ص153)

9 میری کوشش ہوتی ہے کہ جب نماز کیلئے تیاری ہو تو تعظیمِ نماز کی نیت سے خوشبو اِستعمال کر کے نماز پڑھوں۔(حرص، ص17)

قراٰن پاک اور اہل یمن (قسط:03)

قراٰنِ کریم میں مختلف مقامات پر اہلِ یمن کا تذکرہ آیا ہے، یہاں چند آیات اور ان کی تفسیر بیان کی جاتی ہے:

1 یمن والے اللہ پاک کے پیارے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ٘ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(۵۴)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔[1]

صدرُ الْاَفاضل مفتی سیّد نعیمُ الدّین مراد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ لوگ اہلِ یمن ہیں جن کی تعریف بخاری و مسلم کی حدیثوں میں آئی ہے۔[2]

2 یمن والوں کے ذریعے اہلِ مکّہ کی مدد و نُصرت

مشرکین کو حج سے روک دینے کا حکم آیا تو تجارت میں نقصان کا اندیشہ اور محتاجی کا ڈر پیدا ہوا تو اللہ پاک نے مسلمانوں کو بے خوف کرنے کے لئے اپنی خاص مدد کا وعدہ فرمایا اور وہ مدد اہلِ یمن کے ذریعے ظاہر ہوئی۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَاۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ(۲۸)﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو مشرک نرے (بالکل) ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے بیشک اللہ علم و حکمت والا ہے۔[3]

محتاجی کے ڈر سے مراد یہ ہے کہ اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے کہ مشرکین کو حج سے روک دینے سے تجارتوں کو نقصان پہنچے

گا اور اہلِ مکہ کو تنگی پیش آئے گی تو عنقریب اللہ اپنے فضل سے اگر چاہے گا تو تمہیں دولت مند کردے گا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے انہیں غنی کردیا، بارشیں خوب ہوئیں اور پیداوار کثرت سے ہوئی۔ مقاتل نے کہا کہ یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اہلِ مکہ پر اپنی کثیر دولتیں خرچ کیں۔[4]

3 یمن میں معجزۂ سلیمانی کا ظہور

حضرت سلیمان علیہ السّلام کو عطا فرمائے گئے معجزات میں سے ایک پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بھی تھا، اس معجزے کے ظہور کا مقام یمن میں تھا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖؕ وَ مَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ(۱۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ اور ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنّوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اُسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔[5]

مفسرینِ کرام فرماتے ہیں کہ تانبے کا یہ چشمہ تین دن تک سرزمینِ یمن میں پانی کی طرح جاری رہا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ چشمہ ہر مہینے میں تین دن جاری رہتا تھا۔[6]

4 سرزمینِ یمن میں عبرت کے نشانات

یمن ان ممالک میں سے ہے جہاں سابقہ تباہ شدہ اقوام کے آثار ملتے ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اَوَ لَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةًؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا(۴۴)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے اُن سے اگلوں کا کیسا انجام ہوا اور وہ اُن سے زور میں سخت تھے اور اللہ وہ نہیں جس کے قابو سے نکل سکے کوئی شے آسمانوں اور زمین میں بے شک وہ علم و قدرت والا ہے۔[7]

یعنی کیا کفارِ مکہ نے شام، عراق اور یمن کے سفروں میں انبیاءِ کرام علیہم الصّلوۃ والسّلام کو جھٹلانے والوں کی ہلاکت و بربادی اور ان کے عذاب اور تباہی کے نشانات نہیں دیکھے؟[8]

5 سفرِ حج اور اہلِ یمن

سفرِ حج دراصل عبادت کے لئے ہے، لہٰذا صحابۂ کرام کو اس دوران تجارت کرنے سے اخلاص کے معاملے میں تشویش لاحق ہوئی تو اللہ پاک نے اس سفر میں بھی تجارت کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس کا سبب اہلِ یمن بنے۔ چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى٘ وَ اتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ(۱۹۷) لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور توشہ ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ (سفر کا خرچ) پرہیزگاری ہے، اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقل والو۔ تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔[9]

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یمن کے کچھ لوگ بے زادِ راہ لیے حج کو آتے اور کہتے ہم مُتوکّل ہیں، ناچار بھیک مانگنی پڑتی، حکم آیا توشہ ساتھ لیا کرو۔ کچھ اصحابِ کرام نے موسمِ حج میں تجارت سے اندیشہ کیا کہ کہیں اخلاصِ نیت میں فرق نہ آئے۔ فرمان آیا کچھ گناہ نہیں کہ تم اپنے رب کا فضل ڈھونڈو۔ اسی طرح تلاشِ فضلِ الٰہی کی آیتیں بکثرت ہیں۔[10]

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

---

(1) پ6، المآئدۃ:54 (2) خزائن العرفان، ص211 (3) پ10، التوبہ:28 (4) تفسیر خازن، 2/229، پ10، التوبۃ، تحت الآیۃ:28، خزائن العرفان، ص344 (5) پ22، سبا:12 (6) تفسیر خازن، 3/518 (7) پ22، فاطر:44 (8) تفسیر مدارک، فاطر، تحت الآیۃ:44، ص982 (9) پ2، البقرۃ:197، 198 (10) فتاویٰ رضویہ، 29/319۔

اَحکامِ تجارت

1 ایک شریک دوسرے کو اپنا حصہ بیچنے پر مجبور نہیں کرسکتا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہم دو دوستوں نے آدھے آدھے پیسے ملا کر ایک سوسائٹی میں پلاٹ خریدا تھا، اب میرا دوست اس پلاٹ کو بیچنے کا کہہ رہا ہے لیکن میرا ارادہ فی الحال بیچنے کا نہیں ہے لیکن میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ میں اس کا حصہ بھی خرید سکوں اسی وجہ سے وہ یہ چاہتا ہے کہ میں اپنا حصہ بھی بیچ دوں، حالانکہ اگر وہ اپنا حصہ کسی اور کو بیچنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس صورتحال میں شریعت کا کیا حکم ہے کیا مجھ پر اس کی بات ماننا لازم ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں آپ دونوں شرکتِ ملک کے طور پر اس پلاٹ کے مالک ہیں اور شرکتِ ملک کا حکم یہ ہے کہ ہر ایک شریک اپنے حصے میں تصرف کرنے کا پورا پورا حق رکھتا ہے جبکہ دوسرے شریک کے حصہ میں وہ اجنبی ہے، لہٰذا اگر کوئی شریک اپنا حصہ بیچنا چاہتا ہے تو وہ اپنا حصہ شریک کو بھی بیچ سکتا ہے اور کسی دوسرے شخص کو بھی بیچ سکتا ہے لیکن اپنے شریک کے حصہ میں اس کا کچھ اختیار نہیں ہے اور نہ ہی ایک شریک دوسرے شریک کو اپنا حصہ بیچنے پر مجبور کرسکتا ہے۔

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”شرکتِ ملک میں ہر ایک اپنے حصے میں تصرف کرسکتا ہے اور دوسرے کے حصے میں بمنزلہ اجنبی ہے، لہٰذا اپنا حصہ بیع کرسکتا ہے اس میں شریک سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اسے اختیار ہے شریک کے ہاتھ بیع کرے یا دوسرے کے ہاتھ مگر شرکت اگر اس طرح ہوئی کہ اصل میں شرکت نہ تھی مگر دونوں نے اپنی چیزیں ملادیں یا دونوں کی چیزیں مل گئیں اور غیر شریک کے ہاتھ بیچنا چاہتا ہے تو شریک سے اجازت لینی پڑے گی یا اصل میں شرکت ہے مگر بیع کرنے میں شریک کو ضرر ہوتا ہے تو بغیر اجازتِ شریک غیر شریک کے ہاتھ بیع نہیں کرسکتا۔“ (بہار شریعت، 2/490)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 نفع طے کئے بغیر شراکت داری کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اسکریپ کا سامان خرید کر اس سے چاندی نکالنا جانتا

ہوں ایک دوست نے مجھے دولاکھ روپے بطورِ شرکت دیئے اور میں نے بھی اپنے دولاکھ روپے ملائے تاکہ اسکریپ کا مال خرید کر چاندی نکال سکوں، نفع سے متعلق ہماری یہ بات طے ہوئی تھی کہ میں اپنی مرضی سے اسے کچھ بھی نفع دے دوں گا البتہ نقصان سے متعلق ہماری کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ہمارا اس طرح معاہدہ کرنا کیسا ہے؟

جواب: عقدِ شرکت میں ہر فریق کا نفع فیصد کے اعتبار سے طے کرنا ضروری ہے، اگر فیصد کے اعتبار سے نفع کی مقدار طے نہ کی تو شرکت فاسد ہوگی لہٰذا پوچھی گئی صورت میں نفع کو دوسرے فریق کی مرضی پر موقوف رکھا ہے، فیصد کے اعتبار سے طے نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے یہ شرکت فاسد ہوئی ہے جسے ختم کرنا ضروری ہے۔ اگر نئے سرے سے شرکت کرنا چاہیں تو نفع فیصد کے اعتبار سے طے کریں اور کام نہ کرنے والے فریق کے لیے یا کم کام کرنے والے فریق کے لیے اگر نفع کی مقدار بھی کم مقرر کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں۔

شرکت میں نقصان سے متعلق یہ اصول یاد رکھیں کہ نقصان دونوں فریقین کے مال کے تناسب سے ہوگا اگرچہ فریقین نے اس کے خلاف مقرر کیا ہو کیونکہ نقصان کا اصول شریعت کی جانب سے طے شدہ ہے۔ اگر شرکت میں دونوں فریقین کا مال برابر ہو جیسا کہ سوال میں ذکر کردہ صورت میں ہے اور نقصان ہو جائے تو فریقین کو برابر نقصان برداشت کرنا ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 ادھار بیچی ہوئی چیز کم قیمت میں خریدنا کیوں ناجائز ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں گاڑی قسطوں پر بیچتا ہوں اگر کسی جاننے والے کو میں گاڑی ڈاکومنٹس کے ساتھ بیچتا ہوں تو وہ مارکیٹ میں بھی بیچ سکتا ہے، لیکن اگر وہی آدمی مجھے دوبارہ گاڑی بیچنا چاہتا ہے تو کیا میں وہ گاڑی خرید سکتا ہوں یا نہیں؟ جبکہ اس کی ابھی قسطیں باقی ہیں۔

جواب: اولاً اس بات کو ذہن نشین رکھیں کہ آپ عام خرید و فروخت نہیں کر رہے ہیں بلکہ جو گاڑی آپ نے قسطوں پر بیچی تھی اسی کو قسطیں پوری ہونے سے پہلے خریدنا چاہتے ہیں اس کے لیے ضروری ہے کہ بیچی گئی قیمت سے کم قیمت میں نہ خریدیں کہ کم قیمت میں خریدنا، ناجائز و گناہ ہے البتہ خریدی گئی قیمت میں یا اس سے زائد قیمت میں خریدنا بلا کراہت جائز ہے۔

بیچی گئی چیز کو کم قیمت میں واپس خریدنے کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جو گاڑی قسطوں پر آپ نے بیچی ہے اس کی جتنی قیمت ابھی وصول نہیں ہوئی وہ آپ کے ضمان میں داخل نہیں ہوئی اور مکمل قیمت کے ضمان میں داخل ہونے سے پہلے اگر وہ گاڑی کم قیمت میں واپس خریدیں گے تو بعینہٖ وہی گاڑی جو آپ نے بیچی تھی آپ کی ملکیت میں لوٹ آئے گی اور بعض قیمت بعض کے بدلے ہو جائے گی اور باقی جو قیمت رہ جائے گی وہ بغیر کسی عوض کے ملے گی جو کہ ربح مالم یضمن ہونے کی وجہ سے ناجائز و گناہ ہے۔

مثلاً آپ نے ادھار میں ایک لاکھ روپے کی گاڑی بیچی تو یہ ایک لاکھ روپے خریدنے والے پر ادا کرنا لازم ہے جب تک وہ ادا نہیں کرے گا یہ رقم آپ کے ضمان میں داخل نہیں ہوگی، جتنے پیسے وہ ادا کرتا جائے گا اتنے پیسے آپ کے ضمان میں داخل ہوتے رہیں گے مثلاً اس نے بیس ہزار روپے قسطوں میں ادا کر دیئے اب اگر آپ اس گاڑی کو کم قیمت مثلاً پچاس ہزار روپے میں واپس خرید لیتے ہیں تو گاڑی آپ کو واپس مل گئی اور جو اس نے اسی ہزار آپ کو دینے تھے اس میں سے پچاس ہزار روپے، پچاس ہزار روپے کے بدلے ہو گئے، باقی رہ جانے والے تیس ہزار روپے خریدار آپ کو دے گا تو یہ بلا عوض آپ کو ملیں گے جو کہ ربح مالم یضمن ہونے کی وجہ سے ناجائز و گناہ ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مزارِ حضرت یونس علیہ السلام کا اندرونی اور بیرونی منظر

انبیائے کرام کے واقعات

حضرت سیّدنا یونس علیہ السلام

(تیسری اور آخری قسط)

حضرت جبرائیل کی آمد

رَبِّ پاک کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السّلام تشریف لائے اور اپنا منہ آپ کے منہ کے قریب کیا اور کہا: اَلسَّلامُ عَلَیكَ! اللہ ربُّ العزت آپ پر سلام بھیجتا ہے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا: خوش آمدید اس آواز کو جس کے بارے میں مجھے ڈر تھا کہ کبھی نہ سن سکوں گا۔

مچھلی سے باہر تشریف آوری

پھر حضرت جبرائیل نے مچھلی سے کہا: اللہ رحمٰن کے حکم سے حضرت یونس علیہ السّلام کو باہر نکال، مچھلی نے باہر ساحل پر آپ کو چھوٹے بچے کی طرح ڈال دیا آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے آپ کو گود میں لے لیا[1] ایک قول کے مطابق آپ کی بینائی بھی چلی گئی تھی اور آپ اتنے کمزور ہوگئے تھے کہ کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تھی پھر اللہ پاک نے آپ کے لئے کدو کا درخت پیدا کیا اس نے آپ پر سایہ کردیا اس کی 4 ہزار ٹہنیاں تھیں یہی آپ کا بستر اور چادر تھی آپ اس درخت کی تروتازگی دیکھ کر حیران ہوگئے۔[2] یاد رہے کہ کدو کی بیل ہوتی ہے جو زمین پر پھیلتی ہے مگر یہ آپ کا معجزہ تھا کہ یہ کدو کا درخت قد والے درختوں کی طرح شاخ رکھتا تھا اور اس کے بڑے بڑے پتوں کے سائے میں آپ علیہ السّلام آرام کرتے تھے۔[3]

ہرنی نے دودھ پلایا

پھر اللہ کے حکم سے ایک ہرنی نے آکر آپ کو دودھ پلایا تو آپ تندرست اور توانا ہوگئے[4] ایک قول کے مطابق اللہ کریم نے آپ کے پاس ایک پہاڑی بکری بھیجی جس کے تھن دودھ سے لبریز تھے آپ نے اس کے تھنوں سے دودھ پیا، جب سیر ہوگئے تو وہ چلی گئی پھر بار بار آکر آپ کو دودھ پلاتی رہی یہاں تک کہ آپ کے جسم میں توانائی آگئی۔[5]

حضرت جبرائیل کے ہاتھ کی برکت

پھر حضرت جبرائیل علیہ السّلام آپ کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ آپ کے سر اور جسم پر پھیرا تو آپ کی داڑھی کے بال نکل آئے اور بینائی واپس آگئی، اس کے بعد اللہ کریم کی جانب سے آپ کو دوبارہ اسی قوم کی جانب جانے کا حکم ہوا تو آپ اپنی قوم

کی طرف چل دیئے۔[6]

دوبارہ نینویٰ کی جانب سفر

آپ قوم کی جانب واپس آرہے تھے کہ آپ کی قوم کا ایک چرواہا قریب سے گزرا، آپ نے پوچھا: یونس کا کیا ہوا؟ اس نے کہا: ہمیں ان کا معلوم نہیں البتہ وہ سب سے اچھے اور سب سے سچے تھے انہوں نے ہمیں عذاب آنے کے بارے میں بتایا تھا جب عذاب آنے لگا تو ہم نے توبہ کرلی اللہ پاک نے ہم پر رحم کردیا (اور عذاب دور ہوگیا) ہمیں نہیں پتا وہ کہاں ہیں نہ ان کی کوئی خبر سننے میں آئی ہم ان کو تلاش کر رہے ہیں۔

تھن دودھ سے بھر گئے

آپ علیہ السّلام نے فرمایا: کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ اس نے کہا: جب سے یونس علیہ السّلام ہم سے الگ ہوئے ہیں آسمان نے بارش نہیں برسائی زمین نے سبز گھاس نہیں اگائی (جب جانور کھائیں گے پئیں گے نہیں تو دودھ کہاں سے آئے گا؟)،[7] آپ نے اس سے ایک دُنبی یا بکری منگوائی پھر اس کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ کے حکم سے اپنا دودھ جاری کردے، اس کے تھن دودھ سے بھر گئے آپ نے دودھ دوہا خود بھی نوش فرمایا اور اس چرواہے کو بھی دیا۔

چرواہے کا یقین

یہ دیکھ کر چرواہا کہنے لگا: اگر حضرت یونس علیہ السّلام زندہ ہیں تو وہ آپ کی ہی ذات مبارکہ ہے، آپ نے فرمایا: میں ہی یونس ہوں۔ تم اپنی قوم میں جاؤ اور میرا اسلام انہیں پہنچادو، چرواہے نے عرض کی: بادشاہ نے اعلان کررکھا ہے کہ جو میرے پاس حضرت یونس علیہ السّلام کی کوئی خبر دلیل کے ساتھ لائے گا تو میں اسے اپنی جگہ بادشاہ بناؤں گا، مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھ سے یوں کہہ دے گا کہ یہ بات تم بادشاہ بننے کے لئے کہہ رہے ہو۔

درخت، پتھر اور بکری نے گواہی دی

آپ علیہ السّلام نے فرمایا: جس بکری کا تم نے دودھ پیا ہے وہ گواہی دے گی، پھر (جس چٹان کے نیچے بیٹھے تھے اس کی جانب اور قریبی درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: یہ پتھر اور یہ درخت تمہاری گواہی دیں گے، چرواہا اپنی قوم کے پاس آیا[8] اور قوم کو پوری بات بتادی پھر کہا: میرے پاس اپنی اس بات کا ثبوت بھی ہے، قوم نے کہا: دکھاؤ، (چرواہا اپنی قوم کو لے کر درخت کے پاس آیا تو) درخت نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے میں ان کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ تمہاری جانب بھیجے گئے اللہ کے رسول ہیں، پھر پتھر نے بھی یہی گواہی دی،[9] ایک قول کے مطابق بکری اور درخت دونوں بول اٹھے اور گواہی دینے لگے کہ اس چرواہے نے حضرت یونس علیہ السّلام سے ملاقات کی ہے[10] اس نے حضرت یونس علیہ السّلام کو دیکھا ہے اور ہمیں گواہی دینے کے لئے حضرت یونس علیہ السّلام نے ہی فرمایا تھا، پھر وہ چرواہا قوم کو اسی چٹان کے پاس لے گیا جس کے نیچے آپ تشریف فرما تھے تو اس نے بھی اسی طرح گواہی دی اور کہا: حضرت یونس علیہ السّلام کچھ دیر میرے سائے میں بھی تشریف فرما ہوئے تھے، تم نیچے وادی میں چلے جاؤ، قوم نیچے وادی میں گئی تو وہاں دیکھا کہ آپ علیہ السّلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔[11]

قوم نے منبعِ خیر و برکت پالیا

آپ کو صحیح سلامت دیکھ کر سب لوگ بہت خوش ہوئے اور بلند آواز سے رونے لگے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا اس کے بعد لوگوں نے آپ کو عزت و احترام کے ساتھ اٹھالیا اور آپ کو شہر میں واپس لے آئے، اللہ کریم نے اس قوم پر آسمان کی برکتیں (بارشیں) نازل فرمائیں اور زمین کی برکات (کھیت کھلیان) سے انہیں خوب نوازا حضرت یونس علیہ السّلام نے اسی شہر میں قیام رکھا اور نیکی کا حکم دیتے اور بُرائی سے منع کرتے رہے۔[12]

قومِ یونس

آپ کی قوم ایک لاکھ سے زیادہ افراد پر مشتمل تھی اس بارے میں قراٰنِ کریم کی آیت مبارکہ پڑھئے: ﴿وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ(۱۴۷)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور ہم نے اسے لاکھ آدمیوں کی طرف بھیجا بلکہ زیادہ۔[13]

طویل خاموشی

مچھلی کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد آپ کی خاموشی میں اضافہ ہو گیا تھا، کسی نے پوچھا: آپ گفتگو نہیں کر رہے؟ ارشاد فرمایا: گفتگو نے مجھے مچھلی کے پیٹ میں پہنچایا تھا۔[14]

سادگی

آپ کی طبیعت میں سادگی تھی نیز آپ تکلف میں بھی نہ پڑتے تھے ایک مرتبہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے تو آپ نے ان کے لئے (روٹی کے) کچھ ٹکڑے جمع کئے اور سبزیوں کو توڑا اور فرمایا: انہیں کھالو۔[15]

زوجہ کی اذیت پر صبر

منقول ہے کہ کچھ لوگ حضرت سیِّدُنا یونس علیہ السّلام کے پاس آئے تو دیکھا کہ جب بھی آپ علیہ السّلام گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے تو زوجہ آپ علیہ السّلام کو اذیت دیتی اور زبان درازی کرتی، لیکن آپ خاموش رہتے۔ اس پر ان لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا تو آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا: تعجب نہ کرو! میں نے اللہ پاک سے دعا کی کہ اگر آخرت میں تو نے مجھ پر کوئی عتاب فرمانا ہو تو اس کے عوض مجھے دنیا میں ہی آزمائش میں ڈال دے۔ تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: تمہاری آزمائش فلاں کی بیٹی ہے، اس سے نکاح کرلو۔ لہٰذا میں نے اس سے نکاح کرلیا اور اس کا رویہ جو تم دیکھ رہے ہو میں اس پر صبر کرنے والا ہوں۔[16]

نبی علیہ السّلام کا پیغام پہنچانے پر دنیاوی صلہ

بادشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس چرواہے کو اپنی جگہ بادشاہ بنادیا، پھر عابدوں اور زاہدوں کے پاس چلا گیا اور خود بھی عبادت میں مصروف ہو گیا[17] ایک قول کے مطابق جب حضرت یونس علیہ السّلام کا انتقال ہو گیا تو قوم نے مشورہ کیا: رسولُ اللہ حضرت یونس علیہ السّلام اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور اب ہمارا کوئی حاکم نہیں ہے اب کون زیادہ حقدار ہے؟ سمجھدار لوگوں نے کہا: زیادہ حقدار وہ ہے جس نے تمہیں خوشخبری سنائی تھی اور وہ حضرت یونس کا پیغام لانے والا (چرواہا) ہے، لہٰذا قوم نے اسی چرواہے کو حاکم مقرر کر دیا (نبی علیہ السّلام کا پیغام لے کر جانے کا اس چرواہے کو دنیا میں یہ صلہ ملا کہ) اس نے 40 سال تک اس قوم پر بادشاہت کی۔[18]

شہرِ نینویٰ سے ہجرت

ایک قول کے مطابق جب قوم راہِ راست پر آگئی اور شریعت کی پابند ہوگئی تو حضرت یونس علیہ السّلام نے اللہ کریم سے اجازت مانگی کہ یہاں سے کوچ کرکے بقیہ زندگی کے ایام عبادتِ الٰہی میں بسر کروں اور سیر و سیاحت میں گزاروں، جب اللہ رحیم کی جانب سے اجازت مل گئی تو آپ علیہ السّلام وہاں سے کوچ کرگئے۔[19]

وفات و مزار مبارک

حضرت یونس علیہ السّلام کی وفات اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات میں 815 سال کا فاصلہ ہے، جس شہر میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قبرِ منوّر ہے اس کے اور بیتُ المقدس کے درمیان قریب ایک گاؤں میں حضرت یونس علیہ السّلام کی قبر انور ہے اس بستی کو "حَلْحُول" کہاجاتا ہے قبر انور کے قریب ایک مسجد اور منارہ بھی ہے لوگ دور دراز کا سفر کرکے قبر انور کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔[20]

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 74/286 (2) الانس الجلیل، 1/266- تبصرہ لابن الجوزی، 1/328 ملتقطاً (3) صراط الجنان، 8/349 (4) الانس الجلیل، 1/266 (5) تاریخ ابن عساکر، 74/288 (6) الانس الجلیل، 1/266 مفہوماً (7) تاریخ ابن عساکر، 74/290 (8) تاریخ ابن عساکر، 74/290 (9) تاریخ ابن عساکر، 74/291 (10) تاریخ الرسل والملوک، 2/15 ملخصاً (11) تاریخ ابن عساکر، 74/291 (2) تاریخ ابن عساکر، 74/291- الانس الجلیل، مجیر الدین الحنبلی، 1/267 (13) پ23، الصّٰفّٰت: 147 (14) مستطرف، 1/147 (15) التیسیر شرح الجامع الصغیر، 2/465 (16) احیاء العلوم، 2/42 ملخصاً (17) تاریخ ابن عساکر، 74/291 (18) تاریخ ابن عساکر، 74/292 (19) تاریخ ابن عساکر، 74/291 (20) الانس الجلیل، 1/267- معجم البلدان، 2/172۔

صَدَقَ اَبُوْبَکْر
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے

مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ منبر پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہوئی حدیث مبارکہ بیان کرتے اور بآوازِ بلند یہ کہا کرتے تھے: صَدَقَ اَبُوْبَکْر ابو بکر نے سچ کہا ہے، صَدَقَ اَبُوْبَکْر ابو بکر نے سچ کہا ہے۔(1)

پیارے اسلامی بھائیو! مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کا ذکر قرانِ پاک اور کلماتِ رسول کے ساتھ ساتھ جبریل علیہ السّلام، صحابۂ کرام اور تمام اہلِ حق مسلمانوں کی زبانوں پر جاری ہوا اور اِن شآءَ اللہ تا قیامت جاری رہے گا، آیئے! کچھ خاص واقعات پڑھئے جن میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت کا تذکرہ ہے۔

جبریل نے کہا "صدیق" ایک مرتبہ مہاجرین اور انصار صحابۂ کرام بارگاہِ رسالت میں حاضر تھے حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ کی زندگی کی قسم! میں نے کبھی کسی جھوٹے معبود کو سجدہ نہیں کیا، ایک مرتبہ میں نے بچپن میں ایک جھوٹے معبود کو پتھر مارا تو وہ منہ کے بل گر پڑا، میرے والد میرا ہاتھ پکڑ کر میری والدہ کے پاس لے آئے اور انہیں ساری بات بتادی، والدہ نے کہا: اسے چھوڑ دو، ایک رات میرے پاس کوئی نہ تھا، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: اے اللہ کی بندی! تجھے ایک لڑکے کی خوش خبری ہو اس کا نام آسمان میں صدیق ہے اور یہ محمد کا ساتھی ہے، حضرت ابو بکر صدیق نے اپنی بات مکمل کی تو حضرت جبریل علیہ السّلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور 3 مرتبہ یہ کلمات کہے: صَدَقَ اَبُوْبَکْر ابو بکر نے سچ کہا۔(2)

معراج کی رات نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت جبریل علیہ السّلام سے فرمایا: اہلِ مکہ میری بات کی تصدیق نہیں کریں گے۔ عرض کی: آپ کی تصدیق ابو بکر کریں گے وہ صدیق ہیں۔(3)

نبی نے کہا "صدیق" پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم معراج سے تشریف لائے تو کافروں نے بیتُ المقدس کے بارے میں سوالات کئے، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السّلام اپنے پروں میں بیتُ المقدس لئے حاضر ہوگئے، پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بیتُ المقدس کو دیکھ دیکھ کر کفارِ مکہ سے ارشاد فرمانے لگے: بیتُ المقدس میں یہاں ایک دروازہ ہے، اس جگہ پر ایک دروازہ ہے، حضرت ابو بکر ساتھ ساتھ یہ کہتے جاتے: آپ نے سچ فرمایا، آپ نے سچ فرمایا، اس دن رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ ارشاد فرمایا: یَا اَبَا بَکْرٍ اِنِّیْ قَدْ اَسْمَیْتُکَ الصِّدِّیْق یعنی اے ابو بکر! میں تمہیں صدیق نام دیتا ہوں۔(4)

ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: کیا آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب پی تھی؟ آپ نے فرمایا: میں اپنی عزت اور مروَّت کی حفاظت کیا کرتا تھا اور جو شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت اور مروت کو ضائع کر بیٹھتا ہے، یہ بات نبیِّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچی تو دو مرتبہ ارشاد فرمایا: صَدَقَ اَبُوْبَکْر ابو بکر نے سچ کہا۔(5)

بُراق کو دیکھتے ہیں صدیق! ایک مرتبہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جبریل میرے پاس براق لے کر آئے، یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی: یارسولَ اللہ! میں نے اسے دیکھا تھا، ارشاد فرمایا: اسے بیان کرو۔ عرض کی: ”بَدَنَة“ یعنی اونٹنی یا گائے (کی طرح)، پیارے نبی نے فرمایا: صَدَقْتَ قَدْ رَاَيْتَهَا يَا اَبَا بَكْر اے ابوبکر! تم نے سچ کہا ہے تم نے اسے دیکھا ہے۔(6)

جان نچھاور کرتے ہیں صدیق! جب پارہ 5، سُورۃُ النسآء کی آیت نمبر 66 نازل ہوئی (ترجَمۂ کنز الایمان: اور اگر ہم ان پر فرض کرتے کہ اپنے آپ کو قتل کردو یا اپنے گھربار چھوڑ کر نکل جاؤ تو ان میں تھوڑے ہی ایسا کرتے) تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یارسولَ اللہ! اگر آپ مجھے حکم دیتے کہ میں اپنے آپ کو قتل کردوں تو ایسا ضرور کرتا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم نے سچ کہا۔(7)

حق بات کہتے ہیں صدیق! شوال سن 8ھ جنگِ حُنین کے بعد آقا کریم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی کافر کو مارا اور اس کے پاس ثبوت ہے تو اس کافر کا سامان اسی مسلمان کو ملے گا، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر کو قتل کیا تھا مگر ان کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا، بارگاہِ رسالت میں عرض کی تو ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: اس کافر کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو مجھ سے راضی کردیں (کہ وہ سارا سامان میرے پاس رہنے دیں) یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق کہنے لگے: اللہ کی قسم! یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے اور اس کافر کا مال تمہیں دے دیا جائے، یہ سُن کر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ابوبکر نے سچ کہا ہے، پھر اس آدمی سے فرمایا: تم ابو قتادہ کو سامان دے دو، اس نے سامان حضرت ابو قتادہ کو دے دیا۔(8)

تعبیر بیان کرتے ہیں صدیق! ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا خواب سنایا: گویا کہ میں ایک لوہے کے گنبد میں ہوں اور آسمان سے شہد اترتا ہے کوئی شخص اسے ایک دو مرتبہ چاٹتا ہے، تو کوئی اسے زیادہ چاٹتا ہے، کچھ لوگ وہ ہیں جو صرف چسکی لیتے ہیں، رسولِ کریم کی اجازت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب کی تعبیر یوں بیان کی: لوہے کا گنبد اسلام ہے، آسمان سے اترنے والا شہد قراٰن پاک ہے جو ایک دو مرتبہ چاٹتا ہے وہ ایک دو سورتیں سیکھنے والا ہے اور چسکی لینے والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اسے جمع کر رکھا ہے، یہ تعبیر سُن کر نبیِّ کریم نے ارشاد فرمایا: صَدَقْتَ تم نے سچ کہا۔(9)

قراٰن نے کہا ”صدیق“ 22 جُمادَی الاُخریٰ 13 ہجری کو حضرت ابوبکر کا وصال ہوا، حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے آپ کی شان بیان کی جن میں یہ کلمات بھی کہے: اللہ کریم نے آپ کا نام اپنی کتاب میں صدیق رکھا: ﴿وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ(۳۳)﴾ ترجَمۂ کنزُ العرفان: اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جس نے ان کی تصدیق کی یہی پرہیزگار ہیں۔ یعنی پیارے آقا توحید کا پیغام لانے والے ہیں اور حضرت ابوبکر ان کی تصدیق کرنے والے ہیں۔(10)

شیرِ خدا نے کہا ”صدیق“ حضرت شیرِ خدا مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا: جب کوئی صحابیِ رسول مجھے حدیث بیان کرتے ہیں تو میں ان سے حلف لیتا (کہ یہ حضورِ اکرم کی حدیث ہے) جب وہ قسم کھالیتے تو میں ان صحابی کی تصدیق کردیتا (کہ یہ حضور کی حدیث ہے) اور بے شک حضرت ابوبکر مجھے کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو میں حضرت ابوبکر سے حلف نہیں لیتا (اور ان کی تصدیق کرتا ہوں اور کہتا ہوں) کہ ابوبکر سچ کہتے ہیں۔(11)

اے اللہ! ہمارے دل حضرت ابوبکر صدیق کی محبت سے سرشار رہیں اور ان کی برکتوں سے ہمیں مالا مال فرما۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ریاض النضرہ، 1/209 (2) ارشاد الساری، 8/370 (3) اتحاف الخیرہ المہرہ، 9/61، حدیث: 8543 ملخصاً (4) تاریخ ابن عساکر، 30/333 (5) سبل الہدیٰ والرشاد، 11/254 (6) در منثور، 5/227 (7) در منثور، 2/587 (8) بخاری، 3/112، حدیث: 4321- سیرت ابن حبان، ص350 ملخصاً (9) تفسیر احلام الکبیر لابن سیرین، ص119- الاشارات لابن شاہین، ص367 (10) خزائن العرفان، پ24، الزمر: 33- العقد الفرید، 5/18 (11) ترمذی، 1/414، حدیث: 406- شرح ابن بطال، 1/145۔

حضرت عبدُ اللہ بن جعفر رضی اللہُ عنہما

قارئینِ کرام! سلسلہ ”کم سِن صحابۂ کرام“ میں اس بار ہم حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہُ عنہما کے بچپن کے بارے میں پڑھیں گے۔

مختصر تعارف آپ رضی اللہُ عنہ حضرت جعفر اور حضرت اسماء بنتِ عُمیس رضی اللہُ عنہما کے بیٹے، حضرت علی رضی اللہُ عنہ کے بھتیجے ہیں، حَبَشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں کے یہاں سب سے پہلے آپ رضی اللہُ عنہ کی ولادت ہوئی۔[1]

سات سال کی عمر میں بیعت آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہُ عنہما سات سال کی عمر میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے پاس آئے، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہم دونوں کو دیکھ کر مسکرائے اور اپنا دستِ اقدس آگے بڑھایا اور ہم دونوں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے بیعت کی۔[2]

حضور کے پیچھے بیٹھ کر سواری کی ایک موقع پر رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سفر سے واپس مدینے شریف لائے تو حضرت عبداللہ بن جعفر اور حضرت امام حسین رضی اللہُ عنہما نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا استقبال کیا، حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ان میں سے بڑے (حضرت عبداللہ بن جعفر) کو اپنے پیچھے اور چھوٹے (حضرت امام حسین) کو اپنے آگے سوار فرمالیا۔[3]

حضور نے سر پر ہاتھ پھیرا ایک موقع پر رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے آپ کے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا۔[4]

حضور نے ہاتھ پکڑا اور دعا دی آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: عبداللہ صورت و سیرت میں میرے جیسا ہے، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا اور یوں دُعا کی: اَللّٰھُمَّ اخْلُفْ جَعْفَرًا فِی اَھْلِہٖ وَبَارِكْ لِعَبْدِ اللّٰہِ فِی صَفْقَةِ یَمِیْنِہٖ یعنی اے اللہ! عبداللہ کو جعفر کے اہلِ خانہ میں جعفر کا نائب بنادے اور اس کے ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرما۔[5]

پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے بچوں پر شفقت کریں، ان کے سَر پر ہاتھ پھیریں، انہیں اپنے ساتھ سواری پر سوار کریں اور ان کی دلجوئی والے کام کریں۔

تعدادِ روایات آپ رضی اللہُ عنہ سے 25 احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔[6]

رسولِ کریم کو کھجور کھاتے دیکھا ایک روایت میں آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کو تازہ کھجور کے ساتھ ککڑی کھاتے ہوئے دیکھا۔[7]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضورِ انور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے ککڑی اور کھجور کو کبھی تو معدہ میں جمع فرمایا کہ بیک وقت کبھی کھجور کھائی کبھی ککڑی، اور چبانے میں جمع فرمایا کہ کھجور منہ شریف میں رکھ لی اور ککڑی بھی کتر لی اور دونوں ملا کر چبائیں، کبھی کھجور اور تربوز بھی ملا کر کھائے ہیں، کھجور ککڑی ملا کر کھانا صحت کیلئے بہت ہی مفید ہے۔[8]

وصال رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کے وصالِ ظاہری کے وقت آپ رضی اللہُ عنہ 10 سال کے تھے۔[9] آپ رضی اللہُ عنہ نے 80ھ میں مدینۂ منورہ میں وفات پائی۔[10]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 17/3 (2) معجم کبیر، 51/13، حدیث: 180 (3) اتحاف الخیرۃ المہرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، 501/7، حدیث: 7495 (4) معجم کبیر، 58/13، حدیث: 206 (5) مسند احمد، 437/1، حدیث: 1750 (6) تھذیب الاسمآء واللغات، 249/1 (7) بخاری، 538/3، حدیث: 5440 (8) مراٰۃ المناجیح، 20/6 (9) معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، 114/3 (10) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 17/3۔

(چوتھی اور آخری قسط)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے آباء واجداد

14 حضرت کِنانہ

حضرت کِنانہ کی کنیت اَبُو النَّضْر ہے۔ آپ کی والدہ عَوانَہ ہند بنتِ سعد بن قیس بن عَیْلان ہیں۔[1] آپ مَرجَعِ قوم اور سردار تھے۔ کنانہ کا معنی تَرکَش ہے، جس طرح ترکش سارے تیروں کو اپنے اندر چھپالیتا ہے، اسی طرح یہ اپنی قوم کو اپنے جودوکرم اور سخاوت سے اپنے دامن میں چھپائے رکھتے تھے۔ جب یہ بوڑھے ہوئے تو اہلِ عرب ان کے علم و فضل کی وجہ سے دور دور سے زیارت کرنے آیا کرتے اور آپ لوگوں کو نیکی، احسان اور مَکارمِ اخلاق کی وصیت و تلقین کرتے اور خوشخبری سناتے کہ اللہ پاک کے پیارے نبی احمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) تشریف لانے والے ہیں، جب وہ آئیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا۔ اگر تم ایسا کروگے تو اس سے تمہاری عزت و شرافت میں اضافہ ہوگا۔ ایک دن آپ حطیم میں سو رہے تھے کہ خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ان چار چیزوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرلو: گھوڑے، اونٹ، تعمیرات اور دائمی عزت۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ پاک! مجھے یہ چاروں نعمتیں عطا فرما۔ اللہ پاک نے یہ دعا قبول کرلی، آپ اور آپ کے قبیلے کو یہ چاروں نعمتیں عطا فرمادیں۔ مِلکان، نضر، عَمرو اور عامر آپ کے بیٹے تھے۔[2]

15 حضرت خُزَیمہ

حضرت اَبُو الْاَسد خزیمہ کی والدہ سلمیٰ بنتِ اسلم قُضَاعِی ہیں۔[3] خزیمہ لفظ خزمہ (جمع ہونا) کی تصغیر ہے، ان کو خزیمہ اس لئے کہا جاتا تھا کہ آپ میں اپنے آباء واجداد کی جانب سے نورِ مصطفےٰ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) آکر جمع ہوگیا تھا۔[4] آپ حسنِ اخلاق کے پیکر تھے، آپ مَکارمِ اخلاق اور عمدہ اوصاف کے بلند درجے پر فائز تھے۔ لوگوں پر بہت احسانات کیا کرتے تھے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ آپ کی وفات دینِ ابراہیمی پر ہوئی۔ آپ کے چار مشہور بیٹے کنانہ، اسد، عبد اللہ اور الھَون تھے۔[5]

16 حضرت مُدرِکہ

حضرت مدرکہ کا اصل نام عَمرو تھا۔ آپ کی والدہ لیلیٰ خِنْدف

بنتِ حلوان بن عمران قُضاعی ہیں۔[6] ان کا تعلق یمنی قبیلے سے تھا اور وہ اپنے بہترین اخلاق اور اوصاف کی وجہ سے مشہور تھیں۔ مدرکہ کا معنی چیزوں کو دریافت کرلینا اور پالینا ہے۔ آپ اس نام سے اس لئے مشہور ہوئے کہ عمرو اور عامر دونوں بھائی اونٹ چرانے کے لئے گئے۔ اتنے میں ایک خرگوش بھاگتا ہوا آیا، جس سے ان کے اونٹ بدک کر بھاگ گئے۔ عامر نے خرگوش کو شکار کرلیا۔ عمرو نے عامر سے کہا کہ تم شکار پکاؤ گے یا اونٹ پکڑنے جاؤ گے؟ اس نے کہا شکار پکاؤں گا۔ آپ بھاگے اور اونٹوں کو گھیر کرلے آئے۔ شام کو واپس آکر والد صاحب کو یہ واقعہ سنایا، تو انہوں نے عمرو کو مدرکہ اور عامر کو طابخَہ کا لقب دیا۔ یہی القابات مشہور ہوگئے۔[7] انہیں مدرکہ کہنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان میں نورِ مصطفٰے (صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم) عیاں وظاہر تھا، اس کی برکت سے انہوں نے زمانے کی ساری عزت وفخر کو پالیا تھا۔[8] ان کے مشہور بیٹے خزیمہ اور ھُذَیل تھے۔

17 حضرت الیاس

آپ کا نام حبیب اور کنیت ابو عَمرو ہے، آپ کا لقب الیاس ہے، یہ عربی قول اَلْاَسَدُ الْاَلیس (بہادر شیر) سے ہے الیس کی جمع الیاس ہے۔ آپ کی بہادری، استقامت اور جنگ کی پیش قدمی کی وجہ سے الیاس کہاجاتا تھا۔[9] حضرت الیاس کی والدہ رُباب بنتِ حَیدہ بن مَعَد بن عدنان ہیں۔[10] آپ اپنے آباء و اجداد کی طرح خوبصورت، فہم و فراست کے مالک اور ہر دل عزیز شخصیت اور قوم کے سردار تھے۔ آپ کو سَیِّدُ الْعَشِیْرَہ (رشتہ داروں کے سردار) اور حکیمِ عرب کہا جاتا تھا، جب آپ جوان ہوئے تو قوم میں پیدا ہوجانے والی برائیوں کو ختم کرنے کی کوشش میں مصروف ہوگئے۔ آپ انہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سنّتوں پر عمل کرنے کی ترغیب دلاتے۔ آپ کی کوششیں رنگ لائیں اور قوم راہِ راست پر آگئی۔ یہی وجہ تھی کہ قوم آپ کی دل سے تعظیم کرتی اور عظمت کو تسلیم کرتی تھی۔ آپ عرب کے پہلے فرد ہیں جنہوں نے حج کے موقع پر قربانی کے جانور (ہدی) کو ہانکا تھا۔ اہلِ عرب میں ان کی مثال ایسی تھی جیسے لقمان حکیم اپنی قوم میں تھے۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ الیاس کو بُرا مت کہو وہ مؤمن تھے۔[11] آپ کے مشہور بیٹوں میں مُدرِکہ اور طابخَہ ہیں۔

18 حضرت مُضَر

حضرتِ مُضَر کا نام عَمرو ہے۔ ان کو مضر کہنے کی وجہ یہ تھی کہ لِاَنَّہٗ کَانَ یُمَضِّرُ الْقُلُوْبَ اَیْ یَاخُذُھَا لِحُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ یعنی یہ اپنے حسن وجمال کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو اپنا شیدائی بنا لیتے تھے جو آپ کو دیکھتا تو محبت کرنے لگتا کیونکہ ان کے چہرے پر نورِ مصطفٰے (صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم) کے جلوے نظر آتے تھے۔[12] آپ کی والدہ سودہ بنتِ عکّ بن رَیْث بن عدنان ہیں۔[13] آپ بہت خوبصورت، حکیمانہ گفتگو کرنے والے، لحنِ داؤدی (سریلی آواز) کے مالک اور ہر دل عزیز تھے، خوبصورتی کی وجہ سے آپ کو مُضَرُ الْحَمْرَاء بھی کہاجاتا تھا۔ آپ نے ہی اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے حُدی خوانی کا آغاز کیا۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ مضر کو بُرا نہ کہو وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین پر تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ اسلام لاچکے تھے۔[14] ان کی قبر رَوحاء[1] میں ہے۔[15] آپ کے دو بیٹے مشہور ہوئے۔ الیاس اور قیس عَیلان۔

19 حضرت نزار

حضرت نزار کی والدہ مُعانہ بنتِ جَوْشَم جُرہمی تھیں۔ آپ حُسن وجمال اور عقل ودانائی میں اپنے زمانے کے تمام لوگوں پر برتری رکھتے تھے۔[16] جب یہ کسی بادشاہ کے دربار میں جاتے

---

(1) روحاء کا مقام مدینہ شریف سے جانب مغرب۔ ینبع السریع سٹی روڈ پر 80 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے یہاں مشہور کنواں بئر روحاء بھی ہے۔ مقام بدر بھی اسی جانب ہے۔

تو بادشاہ ان کا بہت احترام کرتا اور بڑی محبت سے پیش آتا۔ نزاز کے معنی بہت قلیل ہے، آپ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نورِ مصطفےٰ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) چمکتا تھا۔ جو پُشت در پُشت منتقل ہوتا چلا آرہا تھا۔ آپ کے والد حضرت معد نے اس کے شکرانے میں کثیر اونٹ ذبح کئے، وسیع دعوت کا اہتمام کیا، کثیر سرمایہ خرچ کیا اور فرمایا کہ اس بیٹے کی صورت میں اللہ پاک نے جو مجھے انعام دیا ہے، یہ خرچ اس کے مقابلے میں **"نَزْرِ قلیل"** یعنی بہت کم ہے۔ اسی وجہ سے آپ کا نام نزار مشہور ہو گیا۔[17] نبوت، ثروت اور خلافت اولادِ نزار میں رہی، آپ کے چار بیٹے تھے: مُضَرُ الْحَمْرَاءِ، رَبِيعَةُ الْفَرَسِ، إِيَادُ الشَّمْطَاءُ اور أَنْمَارُ الْحِمَارِ۔[18]

20 حضرت معد

حضرت ابو الحرب معد حضرت عدنان کے صاحبزادے ہیں۔ مَعَدّ کا معنی مستعد اور تیار رہنا ہے۔ آپ کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ آپ ہر وقت دشمنوں سے جنگ کے لئے تیار رہا کرتے اور ہر معرکے میں کامیاب ہوتے تھے کیونکہ آپ کے ماتھے میں نورِ مصطفےٰ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) چمکتا تھا۔[19] بُخت نصر آپ کا ہم عصر تھا۔[20] اس نے اہلِ عرب پر حملہ کیا تو آپ بارہ سال کے تھے۔ جب اہلِ عرب کو شکست ہوئی تو بحکمِ الٰہی حضرت اَرْمیاء علیہ السّلام آپ کو بہت عزت و احترام سے اپنے ساتھ شام لے گئے۔ آپ نے وہیں پرورش پائی۔ جب بخت نصر مر گیا تو یہ واپس مکہ تشریف لے آئے۔[21] آپ کے مشہور بیٹوں میں نِزار، اِيَادُ الْأَكْبَر، عبید، حَیدان، سلیم، قَنَص اور قُضَاعَہ ہیں۔ آپ کا خاندان بنو معد کہلایا اور اس میں خوب اضافہ ہوا۔[22]

21 حضرت عدنان

حضرت عدنان حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی اولاد سے عرب کے معزز فرد تھے۔ عدنان کا لفظ عدن سے ہے جس کا معنی قائم رہنا ہے، کیونکہ اللہ پاک نے آپ کو جنوں اور انسانوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے فرشتے قائم فرمائے تھے، اس لئے آپ کو عدنان کہا جاتا ہے۔[23] حضرت عدنان عرب کے عظیمُ الْمرتبت سردار تھے۔ آپ پہلے فرد ہیں جنہوں نے بیتُ اللہ شریف کو غلاف پہنایا جو چمڑے کا تھا۔[24] رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کا تذکرہ خیر و بھلائی کے ساتھ کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ یہ دینِ ابراہیمی پر تھے۔[25] حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عدنان، حضرت معد، حضرت ربیعہ، حضرت خزیمہ اور حضرت اسد ملتِ ابراہیمی پر تھے، ان کا تذکرہ بھلائی کے ساتھ ہی کرو۔[26] جب بُخْتِ نَصر نے اہلِ عرب پر حملہ کیا اور انہیں شکست ہوئی تو یہ سب حضرت عدنان کی قیادت میں حَضُوراء (نزد زبید، یمن) کے مقام پر جمع ہوئے۔ انہوں نے حضوراء کے اِرد گرد خندق کھودی۔ اگرچہ اس معرکے میں بھی اہلِ عرب کامیاب نہ ہو سکے مگر بُخت نصر نے حضرت عدنان کو ان کی بزرگی و سرداری کی وجہ سے شہید نہ کیا۔[27] معد، حارث اور مذہب ان کے بیٹے تھے۔[28]

---

(1) طبقات ابن سعد، 1/54 (2) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/286، 287- السیرة النبویۃ لدحلان، 1/19 (3) طبقات ابن سعد، 1/54 (4) السیرۃ النبویہ لدحلان، 1/21 (5) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/287 ماخوذاً (6) طبقات ابن سعد، 1/54 (7) تاریخ طبری، 6/535 ماخوذاً (8) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/21 (9) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/289 (10) طبقات ابن سعد، 1/54 (11) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/289- السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20 (12) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20 (13) طبقات ابن سعد، 1/54 (14) کنز العمال، جز12، 6/28، حدیث: 33982 (15) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20، 21 (16) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20 (17) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/292 (18) طبقات ابن سعد، 1/49 (19) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/21 (20) انساب الاشراف للبلاذری، 1/22، طبقات ابن سعد، 1/49 (21) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20 (22) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/294 (23) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20 (24) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/295 (25) فتح الباری، 8/140 (26) السیرة النبویۃ لدحلان، 1/20 (27) تاریخ طبری، 6/394 (28) سبل الهدیٰ والرشاد، 1/295۔

مزار حضرت سائیں عبدُ الرزّاق خالقی نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار حضرت خواجہ عبدُ القُدُّوس گنگوہی رحمۃُ اللہِ علیہ

مزار علّامہ محمد عنایتُ اللہ قادری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

جُمادَی الاُخریٰ اسلامی سال کا چھٹا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام کا وصال ہوا، ان میں سے 99 کا مختصر ذکر فیضانِ مدینہ جُمادَی الاُخریٰ 1438ھ تا 1444ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے، مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت ہِند بن ابی ہالہ نَبّاش بن زُرارہ اُسیدی تمیمی رضی اللہُ عنہ حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کے پہلے والے خاوند سے تھے، انہوں نے کاشانۂ نبوی میں پرورش پائی۔ آپ فصیح و بلیغ تھے۔ نبیِّ کریم صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اوصاف بہت عمدہ انداز میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے کئی احادیث مروی ہیں۔ جنگِ جَمل (جُمادَی الاُخریٰ 36ھ) میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔(1)

2 حضرت ابوسفیان بن حُوَیْطِب قُرَشی عامری رضی اللہُ عنہما اپنے والد حضرت حُوَیطِب بن عبدُ العُزّٰی رضی اللہُ عنہ کے ہمراہ فتحِ مکہ کے دن ایمان لائے۔ آپ کے والد صحابۂ کرام میں بڑی عمر کے تھے۔ آپ جنگِ جمل (جُمادَی الاُخریٰ 36ھ) میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔(2)

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم

3 شمسُ الْمِلَّۃِ وَالدِّین حضرت شیخ علی بن عبد الملک زَبیدی رحمۃُ اللہِ علیہ یمن کے مشہور ولیِّ کامل، صاحبِ کرامت، منبعِ علم و عرفان اور خانقاہ بیتُ الْفلح کے بانی تھے۔ آپ کی پیدائش رمضانُ المبارک 585ھ اور وفات 21 جُمادَی الاُخریٰ 699ھ کو ہوئی، آپ کا مزار بابِ سہام قبرستان (زبید، یمن) میں دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔(3)

4 قطبِ عالَم حضرت خواجہ عبدُ القُدُّوس گنگوہی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 861ھ میں کورُدولی (ضلع فیض آباد، یوپی) ہند میں ہوئی اور وصال 24 جُمادَی الاُخریٰ 944ھ کو گنگوہ (ضلع انبالہ، مشرقی پنجاب) میں فرمایا، آپ کا مزار مَرجَعِ خاص و عام ہے۔ آپ صاحبِ علمِ لَدُنّی، صوفی شاعر اور اَنوارُ العُیون و لَطائفِ قُدُّوسی کے مصنف ہیں۔ آپ نے مخدوم صابر پیا کے جلال کو جمال میں تبدیل فرمایا۔(4)

5 قطبِ عالَم حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اسماعیل مِہی قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1200ھ میں کاہنَور (Kahnaur) ضلع روہتک (مشرقی پنجاب، ہند) میں ہوئی اور جنگِ آزادی 1857ء میں شرکت کی وجہ سے 28 جُمادَی الاُخریٰ 1274ھ کو شہید کر دیئے گئے۔ آپ عالمِ دین، شیخِ طریقت، حکیمِ حاذق، شاعرِ اسلامی اور صاحبِ تصنیف تھے، ریاضُ الْاَدْوِیہ اور بیاضِ حاصِلِ السّفر یادگار کُتب ہیں۔(5)

6 حضرت سائیں عبدُ الرَّزّاق خالقی نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1308ھ کو کلانور (Kalanaur) ضلع روہتک (مشرقی پنجاب ہند) میں ہوئی اور وصال 4 جُمادَی الاُخریٰ 1403ھ کو

ہوا، آپ سلسلہ نقشبندیہ خالقیہ کے شیخِ طریقت، پابندِ شریعت، آستانہ عالیہ رزاقیہ اور (یتیم خانہ) کے بانی ہیں۔[6]

علمائے اسلام رحمہم اللہ السلام

7 مُحِبُّ الْمِلَّۃِ وَالدِّین حضرت ابنِ فہد ابو الفضل جارُ اللہ محمد بن عبد العزیز ہاشمی مکی رحمۃ اللہ علیہ، امام العلماء، مستند مؤرخ، استاذُ المحدثین، مُسْنِدِ عصر، کثیرُ السفر، استاذُ العلماء اور کثیر کُتب و رسائل کے مصنف ہیں۔ آپ کی ولادت 20 رجب 891ھ کو مکہ شریف میں ہوئی اور یہیں 15 جُمادَی الاُخریٰ 954ھ کو وصال فرمایا۔[7]

8 شیخُ الاسلام، ناصرُ المِلۃ والدّین حضرت امام محمد بن سالم طَبْلَاوِی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت صوبہ مَنُوفِیَہ مصر میں تقریباً 866ھ میں ہوئی اور 10 جُمادَی الاُخریٰ 966ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ عاجزی وانکسار کے پیکر اور صفات الاولیاء سے متصف، کثیرُ العبادت، حسنِ اخلاق و عاجزی کے پیکر، درس و تدریس میں مصروف رہتے اور علما، طلبہ اور عوام کے مَرْجَع تھے، بِدایۃُ القاری فی ختمِ البُخاری آپ کی تصنیف ہے۔[8]

9 شیخُ الاسلام حضرت امام شہابُ الدّین احمد بن حمزہ رَمْلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مَنُوفِیہ مصر میں ہوئی اور جُمادَی الاُخریٰ 957ھ کو قاہرہ میں وصال فرمایا، تدفین جامع میدان بیرون باب قَنْطَرہ (مصر) میں ہوئی۔ آپ عالمِ باعمل، صوفیِ باصفا، فقیہِ شافعی، محدثِ وقت اور کثیر کتب کے مصنف ہیں، آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ رَمْلی کے نام سے مشہور ہے۔[9]

10 حضرت شیخ ابو العزائم سلطان بن احمد بن سلامہ مَزّاحی مصری ازہری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 985ھ کو مصر میں ہوئی اور یہیں 17 جُمادَی الاُخریٰ 1075ھ کو وصال فرمایا، تدفین مجاورین قبرستان قاہرہ میں ہوئی۔ آپ امامُ الائمہ، بحرُ العلوم، استاذُ الفقہاء والقُرّاء، محدثِ وقت، علّامۂ زمانہ، نابغۂ عصر، زہد و تقویٰ کے پیکر، مَرْجَعِ خاص و عام، عابد و زاہد، فاضل و مدرس جامعۃ الازہر اور کئی کتب کے مصنف تھے۔[10]

11 عالمِ ربانی حضرت مولانا ابو المعانی غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 12 ذوالحجہ 1334ھ کو علمی گھرانے میں ہوئی اور 4 جُمادَی الاُخریٰ 1398ھ کو وصال فرمایا۔ آپ جیّد عالمِ دین، تلمیذ حجۃ الاسلام و صدرُ الشّریعہ، فاضل دارُ العلوم مَنظرِ اسلام بریلی، ولیِّ کامل، یادگارِ سلف، نمونۂ فقر، استاذُ العلماء اور سادگی و عاجزی کے پیکر تھے۔ آپ کا مجموعہ کلام **"گلدستہ غلام در نعت سیّدُ الانام"** شائع شدہ ہے۔ شیخُ القرآن علّامہ عبد الغفور ہزاروی آپ کے قابلِ فخر بھائی ہیں۔[11]

12 شیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد عنایتُ اللہ قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ 1338ھ میں پیدا ہوئے اور 17 جُمادَی الاُخریٰ 1401ھ کو وصال فرمایا، مزار رضوی جامع مسجد سے متصل ہے۔ آپ جید عالمِ دین و مناظرِ اسلام، بہترین خطیب و مدرس، فارغُ التحصیل دارُ العلوم مَنْظرِ اسلام بریلی شریف، مرید حجۃُ الاسلام حضرت علّامہ حامد رضا خان اور تلمیذ و خلیفہ محدث اعظم ہیں۔ دو کتابیں **"تَفْرِیحُ الْخَاطِر اور تَنْوِیرُ الْکَلام"** یادگار ہیں۔[12]

---

(1) الاصابہ، 6/436 (2) الاصابہ، 7/154 (3) الصوفیۃ والفقہاء فی الیمن، ص27- جامع کرمات اولیاء، 2/389- تواریخ آئینہ تصوف، ص85 (4) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/76 تا 79 (5) تذکرہ صوفیائے میوات، ص500 تا 510 (6) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 2/608 تا 615 (7) شذرات الذھب، 8/355- فہرس الفہارس، 1/296- الاعلام للزرکلی، 6/209 (8) امتاع الفضلاء بتراجم القراء، 2/282 تا 284- کواکب السائرۃ، 2/32- شذرات الذھب، 8/410، 411 (9) الاعلام للزرکلی، 1/120- کواکب السائرۃ، 2/120 (10) امتاع الفضلاء بتراجم القراء، 2/135 تا 139- خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی العشر، 2/210 (11) فیضان شیخ القرآن، ص94 تا 117 (12) حیات محدث اعظم، ص359- تاریخی مناظرے، ص10 تا 14۔

Fish مچھلی

مچھلی قدیم زمانے سے انسان کی غذاؤں میں شامل ہے۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے بھی مچھلی کا گوشت تناول فرمایا ہے۔ مچھلی کا گوشت ذائقہ دار اور بہت فائدہ مند غذاؤں میں شمار ہوتا ہے۔ خصوصاً علمِ طب اس کے فوائد سے بھرا ہوا ہے۔ دنیا بھر میں مچھلی کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں۔

قراٰنِ پاک میں مچھلی کا ذکر

قراٰنِ کریم میں پانچ مقامات پر مچھلی کا ذکر آیا ہے۔ اللہ پاک نے اپنے پاکیزہ کلام میں جہاں بنی اسرائیل کو ہفتہ کے دن شکار سے منع فرمایا، اس مقام پر ایک جگہ مچھلی کا ذکر آیا ہے۔ اور جہاں حضرت موسیٰ و خضر علیہما السّلام کی ملاقات کا واقعہ ذکر فرمایا ہے وہاں بھی دو جگہ مچھلی کا ذکر آیا ہے۔ یاد رہے! مچھلی وہ خوش نصیب جانور ہے جس کے پیٹ میں اللہ پاک کے نبی حضرت یونس علیہ السّلام تشریف فرما ہوئے۔ قراٰنِ مجید میں موجود اس واقعہ میں دو جگہ مچھلی کا ذکر آیا ہے۔

مچھلی کی ماہیت و مزاج

تازہ مچھلی پہلے درجے میں سرد جبکہ دوسرے درجے میں تَر ہوتی ہے جبکہ بعض مچھلیاں گرم و خشک بھی ہوتی ہیں۔ (1)

مچھلی سے متعلق احادیث مبارکہ

احادیثِ مبارکہ میں مچھلی کا ذکر بھی ہے اور ایک حدیث کے مطابق نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اس کا گوشت بھی تناول فرمایا ہے۔ چنانچہ

1 حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تین سو مجاہدین اسلام کے لشکر پر سپہ سالار بن کر سیفُ البحر میں تشریف لے گئے۔ وہاں لشکر کا راشن ختم ہو گیا یہاں تک کہ پورے دن میں ایک ایک کھجور بطورِ راشن کے مجاہدین کو دینے لگے۔ پھر وہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ اس موقع پر اچانک سمندر کی طوفانی موجوں نے ساحل پر ایک بہت بڑی مچھلی کو پھینک دیا، اس مچھلی کو تین سو مجاہدین کی فوج اٹھارہ دنوں تک شکم سیر ہو کر کھاتی رہی اور اس کی چربی کو اپنے جسموں پر ملتی رہی یہاں تک کہ سب لوگ تندرست اور خوب فربہ ہو گئے۔ پھر چلتے وقت اس مچھلی کا کچھ حصہ کاٹ کر اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ واپس آئے اور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں اس مچھلی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ جس کو آپ نے تناول فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس مچھلی کو اللہ پاک نے تمہارا

رزق بنا کر بھیج دیا۔ یہ مچھلی کتنی بڑی تھی لوگوں کو اس کا اندازہ بتانے کے لئے امیرِ لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی دو پسلیوں کو زمین میں گاڑ دیں۔ چنانچہ دونوں پسلیاں زمین پر گاڑ دی گئیں تو (اتنی بڑی محراب بن گئی کہ) اس کے نیچے سے کجاوہ بندھا ہوا اونٹ گزر گیا۔[2]

2 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ہمارے لئے دو مردار جانور اور دو خون حلال کئے گئے ہیں۔ مردار جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔[3]

3 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ سمندر جس مچھلی کو پھینک دے یا (مچھلی کے کنارے کے قریب پہنچنے پر) پانی پیچھے ہٹ گیا (اور وہ مچھلی خشکی پر آنے کے سبب مر گئی) تو ایسی مچھلی کو کھاؤ اور جو (بلا سبب یعنی خود بخود) پانی میں مر کر اُلٹی تیر گئی وہ نہ کھاؤ۔[4]

احادیث کے نکات

❁ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اسے تناول فرما کر اس کا حلال ہونا عملی طور پر دکھادیا ❁ مذکورہ حدیثِ پاک میں مچھلی کے لئے عنبر کا لفظ آیا ہے، اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ اس سے عنبر نکلتا ہے، دوسری یہ کہ اس قسم کی مچھلی کا نام ہی عنبر ہے۔[5]

مچھلی کے فوائد

مچھلی انسانی صحّت کے لئے نہایت اَہم غذا ہے

❁ اس میں آیوڈین (Iodine) ہوتا ہے جو کہ صحّت کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے، اس کی کمی سے جسم کے غُدودی نظام کا توازُن بگڑ سکتا ہے، گلے کے اہم غُدود تھائیرائیڈ (Thyroid) میں سُقْم (یعنی خامی) پیدا ہو کر جسمانی نظام میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

❁ مچھلی بطورِ غذا استعمال کرنے والوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔

❁ ایک طِبّی تحقیق کے مطابق سردی سے ہونے والی کھانسی کا مچھلی سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

❁ دل کے مریضوں کے لئے مچھلی بہت ہی فائدہ مند ہے، ماہرین کا کہنا ہے: ہفتے میں کم از کم دو بار تو ضَرور مچھلی کھا لینی چاہئے۔

❁ غذا میں مچھلی کا زیادہ استعمال مَثانے کا کینسر بڑھنے سے روکنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔

❁ مچھلی کے سَر کی یخنی جسے شوربا یا سُوپ (Soup) بھی کہتے ہیں، بینائی کی کمزوری اور دیگر کئی امراض کے لئے فائدہ مند ہے۔

❁ باقاعِدگی سے یہ یخنی پینے سے آنکھوں کے چشمے اُتر سکتے ہیں۔

❁ مچھلی کے سر کی یخنی (سُوپ) فالج، لقوہ، عِرقُ النِّسا (یعنی لنگڑی کا درد جو کہ چڈّے سے لے کر پاؤں کے ٹخنے تک پہنچتا ہے) اَعْصابی کمزوری، پٹھوں کی کمزوری، قبل اَزوَقت بڑھاپے، جوڑوں کے پُرانے درد، جسمانی واَعصابی کھچاؤ اور قوّتِ حافظہ بڑھانے کے لئے نہایت مفید ہے۔

❁ ایسے لوگ جو اپنی یادداشت بالکل کھو چکے ہوں یا جن کی یادداشت ختم ہونے کے قریب ہو وہ خواہ جوان ہوں یا بوڑھے یہ یخنی (سُوپ) ضَرور استعمال کریں۔

❁ اگر گرمی کے موسم میں نامُوافق محسوس کریں تو سردیوں میں استِعمال کریں۔

❁ اگر بیان کردہ تمام بیماریوں میں سے کوئی مَرَض نہیں تب بھی اگر کچھ عرصہ مچھلی کے سَر کا سوپ (Soup) استعمال کریں تو ان بیماریوں سے تحفُّظ حاصل ہو گا۔[6]

نوٹ: ہر غذا اور دوا اپنے ڈاکٹر یا حکیم کے مشورے سے ہی استعمال کیجئے۔

---

(1) خزائن الادویہ، 3/659 (2) بخاری، 3/127-128، حدیث: 4360، 4361، 4362 (3) ابن ماجہ، 4/32، حدیث: 3314 (4) ابن ماجہ، 3/588، حدیث: 3247 (5) مراٰۃ المناجیح، 5/663، 664 ملخصاً (6) مچھلی کے عجائبات، ص 36-41 ملتقطاً۔

نئے لکھاری (New Writers)

مؤمنہ عورت کی قرآنی صفات

محمد شہباز نوری
(درجۂ خامسہ، جامعۃُ المدینہ فیضانِ کنزالایمان ممبئی)

آج دنیا میں اگر کسی شخص کا ذکر کسی بڑے کی زبان پر ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہے اور ایک کامیاب شخص شمار کرتا ہے، کیا شان ہے ان مؤمنہ عورتوں کی کہ جن کے اوصاف کو اللہ پاک نے اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمایا ہے یہ اللہ پاک کی جانب سے عظیم نعمت ہے۔

آیئے قراٰنِ کریم سے مؤمنہ عورتوں کی کچھ صفات ملاحظہ کیجئے:

1 تا 5 مؤمنہ عورتیں ایک دوسرے کی ساتھی یعنی مددگار ہیں، بھلائی کا حکم دیتی اور بُرائی سے روکتی ہیں، نمازیں ادا کرتیں، زکوٰۃ دیتیں اور اللہ و رسول کے حکم کو بجالاتی ہیں: جیسا کہ اللہ پاک نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے: ترجَمۂ کنزُالعِرفان: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم فرمائے گا۔ بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (پ10، التوبۃ: 71)

6 تا 15 اسلام، ایمان، فرماں برداری، سچ بولنا، صبر کرنا، عاجزی اختیار کرنا، صدقہ و خیرات کرنا، روزہ رکھنا، اپنی عِفَّت و پارسائی کی حفاظت کرنا اور ذکرو اذکار کرنا یہ سب مؤمنہ عورت کی صفات ہیں جن کو قراٰنِ پاک یوں بیان فرمایا گیا ہے: ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمان بردار اور فرمان برداریں اور سچے اور سچیاں اور صبر والے اور صبر والیاں اور عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں اور خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں اور روزے والے اور روزے والیاں اور اپنی پارسائی نگاہ رکھنے والے اور نگاہ رکھنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لیے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ (پ22، الاحزاب: 35)

اللہ پاک نے مذکورہ آیت میں مَردوں کے ساتھ ساتھ

عورتوں کے دس اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔

اللہ پاک نے مؤمنہ عورتوں کے اوصاف کو اپنے مقدس کلام میں ذکر فرمایا تو اب ان مؤمنہ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی قدر و منزلت کو پہچانیں اور اپنے آپ میں بیان کردہ صفات کو ڈھونڈیں۔ اللہ پاک کا شکر ادا کرتے ہوئے ان صفات کے معاملے میں اپنا محاسبہ کریں اور ان میں کچھ کمی ہو تو اس کو مکمل کریں۔

اللہ پاک ہم سب کو ان نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

جھوٹی گواہی دینے کی مذمت حدیث کی روشنی میں

محمد غفران رضا عطاری
(درجۂ سادسہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ اولیاء، احمد آباد)

اَلحمدُ لِلّٰہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا دارُ العمل اور آخرت دارُ الجزاء ہے، لہٰذا ہم اس دنیا میں جو بھی عمل کریں گے آخرت میں ہمیں اس کا بدلہ دیا جائے گا، اگر ہم اپنی زندگی کو نیکیوں میں گزاریں گے تو اللہ پاک کی رحمت سے جنت میں داخلہ ہوگا۔ گناہوں میں مبتلا رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جہنم ہمارا ٹھکانہ بن جائے! اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہیں، انہی گناہوں میں سے ایک گناہ جھوٹی گواہی دینا بھی ہے۔

جھوٹی گواہی کی تعریف: جھوٹی گواہی یہ ہے کہ کوئی اس بات کی گواہی دے جس کا اس کے پاس ثبوت نہ ہو۔

(جہنم میں لے جانے والے اعمال، 2/175)

جھوٹی گواہی کی مذمت آیاتِ قراٰنیہ اور احادیثِ نبویہ میں بھی وارد ہے۔ آیئے! اس کی مذمت پر احادیثِ نبویہ پڑھئے اور لرزیئے:

1 **کبیرہ گناہوں میں سے:** حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ پاک کے ساتھ شریک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور گواہی کو چھپانا ہے۔ (شعب الایمان، 1/271، حدیث: 291)

2 **جہنم واجب ہو جاتی ہے:** جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ پاک اُس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔ (ابن ماجہ، 3/123، حدیث: 2373)

3 **اللہ پاک کی ناراضگی میں رہے گا:** جو شخص لوگوں کے ساتھ یہ ظاہر کرتے ہوئے چلا کہ یہ بھی گواہ ہے حالانکہ یہ گواہ نہیں وہ بھی جھوٹے گواہ کے حکم میں ہے اور جو بغیر علم کے کسی جھگڑے پر مدد دے وہ اللہ پاک کی ناخوشی میں ہے جب تک اس سے جدا نہ ہو جائے۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی، 6/136، حدیث: 11444)

4 **جھوٹی گواہی شرک کے برابر:** سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نمازِ فجر ادا فرمائی، جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر 3 مرتبہ ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی اللہ پاک کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔ پھر یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِۙ(۳۰) حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تو دور ہو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹی بات سے، ایک اللہ کے ہو کر کہ اس کا ساجھی کسی کو نہ کرو۔

(پ17، الحج: 30، 31- ابو داؤد، 3/427، حدیث: 3599)

جھوٹی گواہی کے نقصانات: ویسے تو ہر قسم کا جھوٹ حرام اور گناہ ہے لیکن جھوٹی گواہی دینا بہت ہی سخت کبیرہ گناہ اور جہنم میں داخل کرنے والا عمل ہے۔ کیونکہ قراٰنِ مجید فرقانِ حمید میں خصوصیت کے ساتھ جھوٹی گواہی پر بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس کے سبب انسان کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے، دیگر قسم کے جھوٹوں سے تو عموماً جھوٹ بولنے والے کی دنیا و آخرت خراب ہوتی ہے مگر جھوٹی گواہی دینا ایسا فعل ہے کہ جس کے سبب دوسرے مسلمان کا حق بھی مارا جاتا ہے اور اپنے مؤمن بھائی پر تہمت اور بہتان لگایا جاتا ہے اور بلا قصور کسی مسلمان کو سزاوار ٹھہرا دیا جاتا ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! ذرا غور کیجئے کہ قراٰن واحادیث میں جھوٹی گواہی کی کتنی سخت وعیدیں اور سزائیں وارد ہوئی ہیں، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اس بدترین گناہ سے بچتے رہیں۔

اللہ پاک ہمیں جھوٹی گواہی کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

نوکر و ملازم کے حقوق

عبد الماجد
(درجۂ سابعہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ امام احمد رضا حیدر آباد)

اسلام سے پہلے کے زمانہ کا جائزہ لیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ کس طرح ہر مال دار و صاحبِ اقتدار اپنے ماتحتوں کو اپنی زیادتی کی چکی میں پیستا تھا اور یوں انہیں کئی طرح کے مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا تھا لیکن جب اسلام کا سورج روشن ہوا تو درد و کرب میں کراہنے والے لوگوں کو افاقہ ہوا اور ہر صاحبِ حق کو اس کا حق ملا۔ دورِ جاہلیت میں پامال ہونے والے حقوق میں سے نوکر و ملازم کے حقوق بھی نمایاں تھے، مذہبِ اسلام نے اس باب میں بھی خاطر خواہ اصلاح کی، ذیل میں ملازمین کے حقوق سے متعلق مذہبِ اسلام کے نظریۂ انصاف کا مختصر جائزہ ملاحظہ فرمائیں:

1 ملازم کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حُسنِ سلوک کرنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ اس کو بات بات پر جھڑکتے رہیں چنانچہ پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے خادموں کے ساتھ بھی نرمی اور حُسنِ سلوک کا معاملہ فرماتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں دس سال نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت کی، میں نو عمر لڑکا تھا اس لئے میرے سارے کام پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مرضی کے مطابق نہیں ہوپاتے تھے اس کے باوجود آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے اُف تک نہیں فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا یا کیوں نہ کیا۔(ابو داؤد، 4/324، حدیث:4774)

2 مزدور کو اس کی مزدوری جلد ادا کر دینی چاہئے اور مزدوری دینے میں ٹال مٹول نہیں کرنی چاہئے۔ نبیِّ آخر الزماں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اُعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَن یَجُفَّ عِرْقُہٗ یعنی مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو۔(ابن ماجہ، 3/162، حدیث:2443)

3 مزدور کے ساتھ انصاف سے کام لینا چاہئے، جتنا کام کرنا متعین ہوا ہے اتنا ہی کام لیا جائے اور مزدوری وقت پر دی جائے۔ حدیث قدسی میں ہے: رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا مدِّ مقابل ہوں گا: 1 وہ جو میرے نام پر عہد کرے پھر اس کی خلاف ورزی کرے 2 وہ جو کسی آزاد شخص کو فروخت کر ڈالے اور اس کے پیسے کھا جائے 3 وہ جو کسی مزدور کو کام پر لگائے اور اس سے اپنا پورا پورا کام لے مگر اسے مزدوری نہ دے۔(بخاری، 2/66، حدیث:2270)

4 اپنے نوکر و ملازم کے ساتھ بھی خوش روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے، یہ بہت بہترین صفت ہے، یہ صفت ہر انسان کو اپنانی چاہئے، اچھے اخلاق کے متعلق حسن و جمال کے پیکر صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا یعنی بے شک تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔(بخاری، 2/489، حدیث:3559)

5 اپنے نوکر اور ماتحتوں کو نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے بھی منع کرتے رہنا چاہئے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنی تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔(بخاری، 3/464، حدیث:5200)

ہمیں جتنا زیادہ ہوسکے اپنے نوکر و ملازمین کے ساتھ آسانی کا معاملہ کرنا چاہئے۔ اللہ پاک ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

تحریری مقابلہ میں موصول ہونے والے مضامین کے مؤلفین

جامعۃُ المدینہ فیضانِ کنزالایمان، ممبئی: محمد ریاض الدین، محمد شہباز نوری، محمد ندیم، شمیم اختر، قیس عطّاری، شاہ رخ عطّاری، محمد شعبان عطّاری، محمد کیف، محمد ناصر نوری، محمد شاہد عطّاری، محمد رضوان، محمد عارف خان، محمد عظیم عطّاری۔ جامعۃُ المدینہ فیضانِ اولیاء احمد آباد: محمد عرفان رضا نوری، مصطفیٰ رضا عطّاری، محمد غفران رضا، عبد اللطیف۔ جامعۃُ المدینہ فیضانِ امام احمد رضا حیدر آباد: عبد الماجد، سمیع اللہ۔ متفرق جامعات: محمد کامران رضا (جامعۃُ المدینہ عطائے عطّار جوہاپورا، احمد آباد)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے مارچ 2024ء

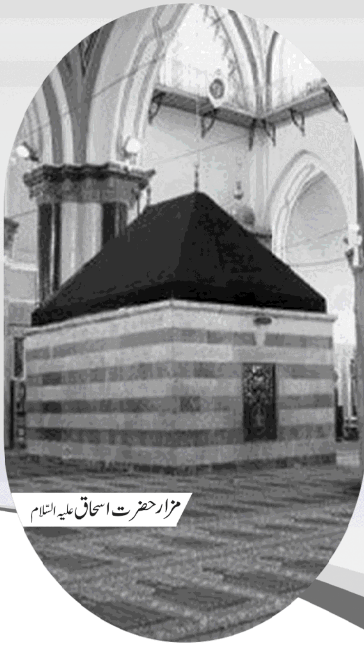

1 حضرت اسحاق علیہ السّلام کا قرآنی تذکرہ 2 والدہ کی فرمانبرداری احادیث کی روشنی میں 3 مسلمانوں کے حقوق

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 دسمبر 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے رابطہ کریں:

+91 8978262692

mazmoonnigarihind@gmail.com

خوابوں کی تعبیریں

قارئین کی طرف سے موصول ہونے والے چند منتخب خوابوں کی تعبیریں

خواب میں نے خواب میں اپنے گھر کے صحن میں شتر مرغ کے دو بچے دیکھے ہیں۔ پھر وہ ایک کونے میں بیٹھ جاتے ہیں، اس کی تعبیر بتادیں؟

تعبیر: اچھا خواب ہے۔ خواب دیکھنے والے کی عمر طویل ہو گی۔ لمبی عمر کی تمنا ہر کوئی کرتا ہے مگر جب بھی درازیِ عمر کی دعا مانگے تو نیکیوں بھری صحت وعافیت کے ساتھ مانگنی چاہئے۔

خواب میں نے اپنے بھائی کو بلڈنگ سے نیچے گرتا دیکھا، یہ کیسا ہے؟

تعبیر: آزمائش میں مبتلا ہونے اور ارادوں کے پورا نہ ہونے کی علامت ہے۔ اگر کوئی بڑا اور اہم کام کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے صلوٰۃ الحاجات ادا کر کے اللہ کی بارگاہ میں دعا کیجئے۔ اور اس کام کو کرنے کے جو بھی تقاضے ہیں انہیں پورا کیجئے۔

خواب میری بہن زیادہ تر ایک ہی خواب دیکھتی ہے جس میں وہ ذبح شدہ گائے دیکھتی ہے اور ڈر جاتی ہے۔ مہربانی کر کے اس کی تعبیر بتادیجئے؟

تعبیر: اس خواب کی تعبیر کے لئے خواب دیکھنے والے کی عمر کا معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر کوئی بچہ ذبح شدہ جانور کو دیکھ کر ڈرتا ہے تو یہ ایک عمومی بات ہے جس کی کوئی تعبیر نہیں البتہ اگر کوئی بڑا شخص اس طرح کا خواب دیکھے تو حسبِ حال اس کی تعبیر ہو سکتی ہے۔

خواب خواب میں سانپوں کا دیکھنا کیسا اور خواب دیکھنے والے کو کیا کرنا چاہئے؟

تعبیر: عمومی طور پر سانپ کا دیکھنا کسی بُرے شخص اور دشمن کی علامت ہوا کرتا ہے، ایسے شخص کو چاہئے کہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اور جن لوگوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے ان سے محتاط رہے۔

خواب میں خواب میں اپنی بھابھی کے سر میں کنگی کرتی ہوں اور ان کے سر میں بہت ساری جوئیں دیکھتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اکثر خواب میں جوئیں دیکھتی ہوں۔ اس کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟

تعبیر: جس کے سر میں جوئیں دیکھیں اگر حقیقت میں بھی اس کے سر میں جوئیں ہیں تو یہ خواب دیکھنے والے کا خیال ہو سکتا ہے۔ جس کی تعبیر نہیں اور اگر حقیقت میں ایسا نہیں تو یہ مشکل میں مبتلا ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ کی راہ میں کچھ صدقہ کریں کہ صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔

خواب ایک اسلامی بہن کا کہنا ہے کہ وہ خواب میں چھوٹا بچہ اٹھایا ہوا دیکھتی ہے؟

تعبیر: اس خواب کی کوئی خاص تعبیر نہیں عموماً عورتیں چھوٹا بچہ اٹھاتی رہتی ہیں جو کہ روزمرہ کا عام معمول ہے۔

خواب خواب میں قبر اور اس پر پھول دیکھنا کیسا ہے؟

تعبیر: قبر کا دیکھنا کئی اعتبار سے ہوتا ہے۔ کبھی یہ اللہ پاک کی جانب سے آخرت کے معاملات پر غور و فکر کرنے کی دعوت ہے اور کبھی اس سے مراد صاحبِ قبر کی چھپی ہوئی بات بھی ہوتی ہے لہٰذا خواب دیکھنے والے کو چاہئے کہ راز کی بات کو چھپائے رکھے اور آخرت کے معاملات میں خوب غور و فکر کرے۔

خواب خواب میں اونٹ میرے پیچھے بھاگ رہا ہے، میں جہاں بھی چھپتی ہوں وہ وہاں پہنچ جاتا ہے لیکن حملہ نہیں کرتا۔ مجھے کسی نے کہا: اونٹ موت ہے، صدقہ دو! برائے کرم تعبیر بتادیں۔

تعبیر: خواب میں اونٹ کا پیچھے لگنا رنج و مصیبت اور بعض اوقات بیمار ہونے کی علامت ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں کچھ صدقہ کریں کہ صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔

کیا آپ اپنے خواب کی تعبیر جاننا چاہتے ہیں؟

خواب کی تفصیلات بذریعہ ڈاک ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے ایڈریس پر بھیجئے یا اس نمبر پر واٹس ایپ کیجئے۔ +918978262692

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

جنّت کا دروازہ

اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یعنی والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔ (ابن ماجہ، 4/186، حدیث:3663)

پیارے بچو! والد (Father) وہ عظیم ہستی ہے جس کی اہمیت و فضیلت بہت زیادہ ہے، اس حدیثِ پاک میں والد کو جنت کے دروازوں میں سے بیچ کا دروازہ کہا گیا ہے، یعنی سب سے بہترین اور اعلیٰ دروازہ، مطلب یہ کہ والد کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا جنت میں داخلے کا سبب ہے اور والد کی اطاعت کے سبب بندہ جنت کے اعلیٰ درجات کو حاصل کرلیتا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، 8/664، تحت الحدیث:4928)

والد کی رضا اللہ کی رضا ہے، والد کی فرماں برداری کرنے سے رب راضی ہوتا ہے، والد کی خدمت کرنے سے ثواب ملتا ہے، والد کو خوش کرنے سے اللہ پاک خوش ہوتا ہے، والد کے حقوق ادا نہ کرنے والا اور بے ادبی کرنے والا بدنصیب ہے کہ ایسا شخص بعض اوقات دنیا میں بھی رسوا ہو جاتا ہے۔ اپنے ابو کی بات نہ ماننے، ان کی بے ادبی کرنے اور ان سے بدتمیزی والا رویہ اختیار کرنے والے کو کوئی بھی اچھا بچہ نہیں کہتا۔

اچھے بچو! اپنے ابو کی عزت کیجئے، ان کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آیئے، وہ جس بھی جائز کام کا حکم دیں فوراً کیجئے، اگر وہ کسی کام سے منع کریں تو وہ کام مت کیجئے، یقیناً اس میں آپ ہی کے لئے بہتری ہوگی۔ ان کا ادب اور تعظیم کیجئے، ان سے آہستہ آواز میں بات کیجئے، اسکول جاتے آتے یا دن میں ایک، دوبار اپنے ابو جان کے ہاتھ چومئے۔

اللہ پاک ہمیں اپنے والد کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

پیارے بچّو! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مَردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا، آپ نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل شخص ہیں، آپ مسلمانوں کے پہلے خلیفہ ہیں، آپ کا نام: عبدُ اللہ، آپ کے والد کا نام: عثمان اور آپ کی والدہ کا نام: سلمیٰ ہے، آپ کے 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں تھیں، آپ کے بیٹوں کے نام یہ ہیں: عبدُاللہ، عبدُالرحمٰن اور محمد بن ابو بکر، آپ کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں: اسماء، عائشہ، اور اُمِّ کلثوم، آپ کی وفات 22 جُمادَی الاُخریٰ 13 ہجری کو مدینے میں ہوئی اور آپ کو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

پیارے بچو! آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر پانچ نام تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "سلمیٰ" تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔

تلاش کئے جانے والے 5 نام یہ ہیں: 1 عثمان 2 عبد اللہ 3 محمد 4 اسماء 5 عائشہ۔

ع	م	س	ع	و	ج	ع	ف	م
ا	د	ب	ی	ض	ا	ه	ز	ق
ش	م	ا	د	س	ق	ز	م	ع
ع	ج	س	ل	م	ی	م	ز	ش
م	ع	ب	د	ا	ل	ل	ه	م
ح	ث	م	ا	س	ث	ح	چ	ا
م	م	ی	س	م	د	ا	ل	ن
د	ی	ر	د	ا	ے	ر	د	س
ا	ق	ع	ا	ء	ش	ه	ا	ه
ء	ع	ث	م	ا	م	ح	م	ن

دشمنوں کو نظر ہی نہ آئے!

بیٹا صبح اسکول جاتے ہوئے تو آپ دونوں ٹھیک تھے مگر جب سے آئے ہیں، کھانسے جارہے ہیں، کیا اسکول میں کوئی ایسی ویسی چیز کھائی تھی؟

دادا جان نے صُہیب اور خُبیب کے مسلسل کھانسنے پر پوچھا۔

صُہیب: دادا جان! اسکول میں تو ہم نے بوائلڈ انڈے کھائے تھے جو امی نے لنچ بکس میں رکھے تھے۔ البتہ کھانسی واپسی پر وین میں شروع ہوئی بلکہ بعض دوسرے بچوں کو بھی ہو رہی تھی۔

خُبیب: دادا جان! آج واپسی پر ٹریفک بھی جام تھا، اس دوران ایک بس کے سائلنسر کا بہت زیادہ کالا دُھواں بھی ہماری وین میں آرہا تھا۔

دادا جان: اس کا مطلب ہے کہ کھانسی کی وجہ فضائی آلودگی (Air pollution) ہے، ویسے تو کئی چیزیں فضا کو گندہ کرتی ہیں مگر زیادہ ٹریفک والے بڑے شہروں میں ناقص انجن اور گھٹیا ایندھن والی گاڑیوں کا دھواں ہی فضا کو آلودہ کرتا ہے، پھر اس سے سر درد، چکر، چھینکیں، کھانسی اور ڈھیروں بیماریاں پھیلتی ہیں۔

ارے میری بیٹی جاگ گئی! آؤ یہاں میرے پاس بیٹھو! آنکھیں مسلتی اُمِ حبیبہ کو آتا دیکھ کر دادا جان پیار سے بولے تو وہ دادا کے بازو سے ٹیک لگا کر ان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

خُبیب: مگر دادا! دُھواں فضا کو کیسے گندہ کرتا ہے وہ تو جلدی سے ختم ہو جاتا ہے۔

دادا جان: بیٹا! وہ ختم نہیں ہوتا، بس یوں سمجھیں کہ وہ موجود تو ہوتا ہے پر ہماری نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

پر وہ کیسے دادا جان؟ غائب ہونے کی بات سُن کر اُمِ حبیبہ سے رہا نہیں گیا تو فوراً پوچھ بیٹھی۔

دادا جان: بیٹا بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ہوتی تو ہیں مگر ہماری نظروں سے غائب ہوتی ہیں، جیسے چائے، شربت، دودھ پانی اور کھانے میں گھلی چینی یا نمک، اسی طرح ہوا وغیرہ۔

ہمم! ویسے دادا جان! کیا انسان بھی غائب ہو سکتے ہیں؟ کیا میں غائب ہو سکتی ہوں؟ اُمِ حبیبہ نے جھکتے ہوئے پوچھا۔

دادا جان: (مسکرا کر پیار سے اس کا سر سہلاتے ہوئے) نہیں بیٹا عام انسان تو نہیں ہوسکتے مگر ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم چند بار معجزاتی طور پر سامنے والوں کی نظروں سے اوجھل ہوئے ہیں۔

اُمِّ حبیبہ: آپ نے ہمیں اتنے معجزات سنائے ہیں مگر ایسا تو کوئی معجزہ یاد نہیں آرہا، دادا جان! پلیز!! آج غائب ہونے والا معجزہ سنایئے نا!

دادا جان: تو سُنئے! حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اللہ پاک نے سورۃ اللھب نازل فرمائی جس میں ابو لہب اور اس کی بیوی کی برائی بیان ہوئی ہے، انہی دنوں حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ابو لہب کی بیوی عوراء بنتِ حرب (غُصے میں بھری) پتھر کا بٹّا لئے وہاں آگئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ نے اسے دیکھا تو عرض کی: یارسول اللہ ابو لہب کی بیوی آرہی ہے مجھے خطرہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی، وہ بہت بدزبان ہے، آپ علیہ السّلام نے فرمایا یہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی، وہ آئی اور بدتمیزی سے بولی: ابو بکر! تیرے آقا نے میری بُرائی بیان کی ہے (وہ ہے کہاں؟) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا اے ابو بکر اس سے پوچھو کہ کیا میرے پاس تجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آرہا۔ جب صدیق اکبر رضی اللہُ عنہ نے اس سے پوچھا تو کہنے لگی! ابو بکر تم میرے ساتھ مذاق کر رہے ہو کیا؟ یہاں تو دوسرا کوئی نہیں ہے پھر وہ (بڑبڑاتی ہوئی) وہاں سے چلی گئی۔

(خصائص کبریٰ للسیوطی، 1/213 ماخوذاً)

سبحان اللہ! (تینوں مسکراتے ہوئے بولے)

خُبیب: دادا جان! آپ نے ابھی بولا تھا کہ ہمارے پیارے نبی علیہ السّلام چند بار معجزاتی طور پر سامنے والوں کو دکھائی نہ دیئے۔ تو کیا اور بھی کوئی ایسا واقعہ ہے؟

دادا جان! جی ہاں! ایک اور دلچسپ اور مزے دار واقعہ یہ ہے کہ ایک بار ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور انہی کے قبیلے کے کچھ کافروں نے مل کر اللہ پاک کے سب سے آخری نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو مَعاذَ اللہ قتل کرنا اپنے ذمہ لے لیا اور موقع کی تلاش میں رہنے لگے، ایک بار آپ علیہ السّلام نماز کے قیام میں تھے، ان لوگوں نے آپ کی تلاوت کی آواز سُنی تو اُسی گندے منصوبے کو پورا کرنے کے لئے ولید کو بھیجا، ولید جب وہاں گیا تو اسے حضور کی آواز تو سنائی دیتی رہی مگر آپ علیہ السّلام کہیں دکھائی نہ دیئے وہ وہاں سے چل دیا اور آکر اپنے ساتھیوں کو سب کچھ بتایا۔ دادا یہ بات کہتے ہوئے بھرپور انداز میں مسکرائے۔

سبحان اللہ! یہ تو بہت ہی مزے دار واقعہ تھا دادا جان! صہیب بھی مسکراتے ہوئے بولا۔

دادا جان: بیٹا واقعہ ابھی ختم تھوڑی ہوا ہے! اس سے بھی زیادہ مزے دار بات یہ ہے کہ پھر ابو جہل دوسرے ساتھیوں کے ساتھ وہاں گیا، ان سب کو بھی صرف آواز ہی سنائی دے رہی تھی، چنانچہ جہاں سے آواز آرہی تھی وہ لوگ وہاں گئے تو ایسا لگا کہ آواز پیچھے سے آرہی ہے، وہ مڑ کر پھر آواز کی طرف بڑھے تو دوبارہ آواز پیچھے سے یعنی جہاں سے تھوڑی دیر پہلے مڑ گئے تھے وہاں سے آتی محسوس ہوئی، وہ صرف آواز ہی کا پیچھا کرتے رہے مگر حضور اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو نہیں پاسکے کیونکہ یہ بالکل سچ ہے کہ جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے یعنی جن کی حفاظت اللہ پاک کرے اُن کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ آخر کار وہ لوگ کھسیانے ہو کر وہاں سے چل دیئے۔

(دلائل النبوۃ، 2/197)

ننھے میاں کیا آپ تیار ہیں؟ ابو جان نے ہال میں صوفے پر بیٹھے ننھے میاں سے پوچھا تو وہ بولے: میں تو کب سے تیار بیٹھا آپ کا انتظار کر رہا ہوں ابو جان۔

ابو جان: تو چلیں پھر بیٹا!

دراصل آج ننھے میاں والد صاحب کے ساتھ پھر سے لائبریری جا رہے تھے۔

کالونی سے باہر نکلتے ہی رکشا بک کروانے کے لئے سڑک کی دوسری طرف جانا تھا، لائبریری پہنچنے کی جلدی میں ننھے میاں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ روڈ کراس کرنے لگے تھے کہ ابو جان نے جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: بیٹا احتیاط سے سڑک پار کرتے ہیں اور پھر خود ان کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کروائی۔

رکشے میں بیٹھنے کے بعد ابو جان ننھے میاں کو سمجھانے لگے: بیٹا! آپ کو پتا ہے کہ سڑک پار کرتے ہوئے ہمیں سڑک پار کرنے کی جلدی نہیں ہونی چاہئے بلکہ پہلے کنارے پر کھڑے ہو کر دائیں بائیں توجہ سے دیکھ لیں کہیں سے کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل تو نہیں آ رہی، اگر سڑک کے دونوں طرف سے کوئی گاڑی یا موٹر سائیکل آ رہی ہو تو کچھ دیر ٹھہر جائیں، جیسے ہی وہ گزر جائے تب احتیاط سے تیز تیز قدم چلتے ہوئے سڑک پار کر لیں۔ تبھی رکشے والے نے بریک لگائی تو ننھے میاں کہنے لگے: ہمارا اسٹاپ آ گیا ابو جان؟

ابو جان نے رکشے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا: نہیں ننھے میاں! یہ تو ہم سگنل بند ہونے کی وجہ سے رکے ہیں۔

ننھے میاں: یہ سگنل کیا ہوتا ہے ابو جان؟

ابو جان نے رکشے میں بیٹھے بیٹھے ہی باہر ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: بیٹا وہ بلیک پول دیکھ رہے ہیں جس پر لال بتی آن ہے اسے ہی ٹریفک سگنل کہا جاتا ہے۔ یہ پتا ہے کیوں لگائے جاتے ہیں؟ تاکہ سڑک پر کوئی گاڑی چلا رہا ہو یا پیدل چلنے والا ہو ہر ایک احتیاط سے کام لے اور یوں ہر ایک حفاظت سے اپنی اپنی منزل تک پہنچ جائے۔ ابو جان کی بات ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ رکشے کے برابر سے ایک موٹر سائیکل تیزی سے گزری اور دوسری طرف سے کراس کرتی گاڑی میں جا ٹکرائی، سوار کو تو شاید ہلکی چوٹ آئی تھی لیکن بائیک تیزی سے لگنے کی وجہ سے گاڑی کی ہیڈ لائٹ ٹوٹ گئی تھی اور اب گاڑی والے بھائی صاحب موٹر سائیکل والے سے نقصان وصول کرنے کے لئے اسے روکے کھڑے تھے۔

اتنے میں رکشا چل پڑا تو ابو جی نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے اپنی بات دوبارہ شروع کی، دیکھا بیٹا! ٹریفک سگنل کو فالو نہ کرنے کا یہ نقصان ہوتا ہے، ان بھائی صاحب کا تو چلو کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا لیکن بعض اوقات بہت گہری چوٹ کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور جان چلی جانے کا بھی ڈر رہتا ہے۔

لیکن ابو جان ہم ٹریفک سگنلز کو کیسے فالو کریں گے ؟ ننھے میاں نے پوچھا۔

ابو جان: جی بیٹا! سگنل میں تین لائٹس ہوتی ہیں، لال، ہری، پیلی۔ چلیں میں آج آپ کو بتاتا ہوں کہ ہمیں ان ٹریفک سگنل کا کیسے خیال رکھنا چاہئے۔ ننھے میاں سب سے پہلے تو یاد رکھیں کہ جب ہمیں کہیں پیدل جانا ہو تو سڑک کے کناروں پر بنے Footpath پر چلنا چاہئے جو خاص پیدل چلنے والوں کے لئے ہی بنائی جاتی ہے۔ اس کے بعد جب کبھی پیدل ہوتے ہوئے ہمیں روڈ کراس کرنا پڑے تو دو طریقوں سے کرنا چاہئے کہ آس پاس دیکھیں کہ ٹریفک سگنل یا کراسنگ برج (Crossing bridge) ہے یا نہیں، اگر تو کراسنگ برج پاس ہے تو اسی کے ذریعے سڑک پار کریں ورنہ ٹریفک سگنل کے قریب سے سڑک پار کرنی چاہئے۔

ٹریفک سگنل کے قریب سے کیوں ابو جان؟ ننھے میاں نے پوچھا۔

ابو جان: جی جی بتاتا ہوں، ٹریفک سگنل پر تین بتیاں (Lights) ہوتی ہیں ناں، جب سبز بتی آن ہو تو مطلب ٹریفک چل رہی ہے لہٰذا پیدل چلنے والوں کو بالکل بھی روڈ کراس نہیں کرنا چاہئے، اور گاڑی موٹر سائیکل والوں کو اسی دوران چوک کراس کرنا چاہئے اس کے بعد پیلی بتی آن ہو جائے گی یہ بتانے کے لئے کہ سبز بتی آف ہونے والی ہے گاڑیوں والے اور پیدل سبھی ہوشیار ہو جائیں اور احتیاط اسی میں ہوتی ہے کہ پیلی بتی کے دوران گاڑی اور بائیک والے بھی روڈ کراس نہ کریں۔ اس کے بعد لال بتی آن ہو گی تو ٹریفک رک جائے گی اور اسی وقت پیدل چلنے والوں کو زیبرا کراسنگ کا استعمال کرتے ہوئے روڈ کراس کرنا چاہئے۔

ننھے میاں: یہ زیبرا کراسنگ کیا ہے ابو جان؟

ابو جان: سڑک پر سفید لائنیں کھنچی ہوتی ہیں یہ بتانے کے لئے کہ پیدل چلنے والوں کو یہاں سے سڑک پار کرنی چاہئے۔ اتنے میں رکشا رکا اور ڈرائیور بولے: بھائی جان! آپ کا اسٹاپ آ گیا۔ ننھے میاں خوشی سے بولے: آج کا سفر تو بہت اچھا گزرا ابو جان، آئندہ میں سڑک پار کرتے ہوئے ان باتوں کا ضرور خیال رکھوں گا اور ابو جان مسکراتے ہوئے ننھے میاں کا ہاتھ پکڑے رکشے سے اتر آئے۔

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنٰی	نسبت
محمد	عبدالغفور	بخشنے والے کا بندہ	اللہ پاک کے صفاتی نام کی طرف لفظِ عبد کی اضافت کے ساتھ
محمد	ابوبکر	اَوَّلِیَّت والے یعنی افضلیت والے	مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت سیّدنا صدیقِ اکبر کی مبارک کنیت
محمد	طلحہ	خالی پیٹ	زبانِ مصطفےٰ سے جنت کی خوشخبری پانے والے صحابیِ رسول کا مبارک نام

بچیوں کے 3 نام

نام	معنٰی	نسبت
سارہ	شریف، معزز	حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کی زوجہ محترمہ کا نام
وجیہہ	خوبصورت	اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز کا نام
رابعہ	شفقت کرنے والی	مشہور ولیہ خاتون حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں)

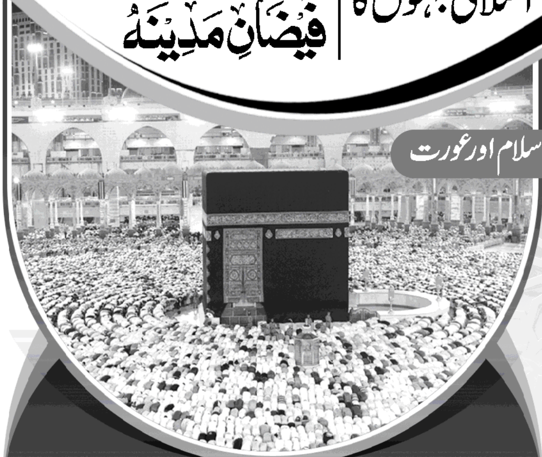

نعمتوں کا شکر عبادت کے ذریعے

اللہ پاک نے اس دنیا میں کروڑوں انسان پیدا فرمائے اور ان کے کھانے پینے، اوڑھنے پہننے، رہن سہن، علاج معالجے اور آمد و رفت کی ضروریات و سہولیات سے تعلق رکھنے والی بے شمار چیزوں کے بڑے ذخائر رکھے اور اس زمین کو طرح طرح سے سجایا، مختلف معدنیات کی کانیں، ایک سے ایک پھولوں، پھلوں، سبزیوں اور میووں سے لدے ہوئے بے شمار درخت و پودے، طرح طرح کے اناجوں، ندی نالوں، دریاؤں، سمندر اور بڑے رقبے پر پھیلے برف کے پہاڑوں کی صورت میں پانی کے ذخائر، مختلف دھاتوں کے بھرپور خزانے، خورد و نوش کی ان گنت چیزیں، طرح طرح کے حیوانات و چرند پرند اور روزگار کے لاتعداد ذریعے وغیرہ سب کچھ انسانوں کے فائدے کے لئے مہیا فرمائے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ﴾ ترجمۂ کنزُ العرفان: وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا۔[1]

تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: یعنی کانیں سبزے جانور دریا پہاڑ جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ نے تمہارے دینی و دنیوی نفع کے لئے بنائے دینی نفع اس طرح کہ زمین کے عجائبات دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کی معرفت ہو اور دنیوی منافع یہ کہ کھاؤ پیو آرام کرو اپنے کاموں میں لاؤ۔[2] ایسے ہی ایک مقام پر فرمایا: ﴿وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۠(۱۰)﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اور بے شک ہم نے تمہیں زمین میں جماؤ (ٹھکانا) دیا اور تمہارے لیے اس میں زندگی کے اسباب بنائے بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔[3] تفسیر صراط الجنان میں اس کے تحت لکھا ہے: ہم نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ دیا اور تمہارے لئے اس میں زندگی گزارنے کے اسباب بنائے اور اپنے فضل سے تمہیں راحتیں مہیا کیں، غذا، پانی، ہوا، سورج کی روشنی سب یہاں ہی بھیجی کہ تمہیں ان کے لئے آسمان پر یا سمندر میں جانے کی حاجت نہیں۔[4]

یقیناً یہ سب اللہ پاک کی وہ عظیم نعمتیں ہیں کہ ہماری ضروریات سے لے کر آسائشوں تک کی تمام چیزیں ان کے ذریعے ہمیں حاصل ہیں، پھر ایمان کی عظیم ترین دولت ان سب پر فوقیت رکھتی ہے، مگر افسوس! اس قدر نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھی اللہ پاک کی عبادت، فرمانبرداری اور شکرِ نعمت کے معاملے میں ہماری حالت بہت بدتر ہے بلکہ اسی آیت کے آخر میں فرمایا گیا "بہت ہی کم شکر کرتے ہو" ذرا غور کیجئے! کہ زمین و آسمان کی ہر چیز تو اللہ پاک کی پاکی بیان کرے[5] سبزے اور پیڑ اسے سجدہ کریں[6] مگر جس انسان کے لئے اللہ پاک نے سب کچھ پیدا کیا اور خود اسے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا[7] وہ انسان ہی اللہ کے شکر اور اس کی عبادت میں کوتاہی کرے تو یہ کس قدر ناشکری اور احسان فراموشی کی بات ہے!!

آیئے! آج دل کی گہرائی سے سچی نیت کیجئے کہ اگر اب تک ہم اپنے سب سے بڑھ کر محسن ربِّ کریم کے شکر و عبادت سے غفلت کرتے رہے تھے تو آئندہ بلکہ آج ہی سے اس کی عبادت، اس کے احکامات کی پابندی، فرض و نفل نمازوں اور روزوں کا بھرپور اہتمام کریں گے۔ اِن شآءَ اللہ

اللہ پاک ہمیں اس نیک نیتی پر استقامت دے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ1، البقرۃ: 29 (2) خزائن العرفان، پ1، البقرۃ: 29، ص13 (3) پ8، الاعراف: 10 (4) صراط الجنان، 3/272 (5) پ28، الصف: 1 (6) پ27، الرحمٰن: 6 (7) پ27، الذٰریٰت: 56۔

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

عدتِ وفات میں عورت کا نوکری پر جانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عدتِ وفات میں شرعی پردے کا لحاظ کرتے ہوئے عورت کا نوکری کرنے کے لئے گھر سے باہر جانا کیسا ہے؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

دورانِ عدت عورت کا گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، البتہ اگر عدتِ وفات ہو اور عورت کے پاس خرچے وغیرہ کے لیے رقم نہ ہو اور کسبِ حلال کے لیے باہر جانا پڑے، تو دن کے اوقات میں شرعی پردے کا لحاظ کرتے ہوئے جانے کی اجازت ہے جب کہ رات کا اکثر حصہ اپنے گھر میں آکر گزارے، لیکن اگر بقدرِ کفایت رقم موجود ہو یا گھر میں رہ کر ایسا جائز کسب اختیار کر سکتی ہے جس سے اپنے اخراجات پورے کر سکے، تو اسے نکلنے کی اجازت نہیں کہ عورت کے لیے نکلنے کا جواز صرف ضرورت کی بنا پر ہے اور جب ضرورت ہی متحقق نہ ہو تو نکلنے کا جواز بھی ختم ہو جائے گا۔

اس تفصیل کے بعد پوچھی گئی صورت کا متعین جواب یہ ہے کہ اگر عورت کے لیے نوکری (Job) پر جانا ہی ناگزیر ہے کہ گھریلو کسب اور خرچہ وغیرہ نہ ہونے کی وجہ سے جانا ہی پڑے گا اور نہ جائے گی تو گزارا نہیں ہو گا، تو اسے اوپر ذکر کی گئی قیود ات کو ملحوظ رکھتے ہوئے نوکری (Job) کے لیے جانے کی اجازت ہے۔

یاد رہے! عورت کے لیے ملازمت جائز ہونے کی چند شرائط ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے، تو عورت کے لیے ملازمت کرنا، جائز نہیں، چنانچہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”یہاں پانچ شرطیں ہیں: (۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے۔ (۲) کپڑے تنگ و چست نہ ہو جو بدن کی ہیئات ظاہر کریں۔ (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو۔ (۴) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔ (۵) اس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو۔ یہ پانچ شرطیں اگر جمع ہیں، تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو (عورت کا نوکری کرنا) حرام۔“

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُهٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کنگھی کرتے وقت ٹوٹ جانے والے بال جلانا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ بعض خواتین جب بال بناتی ہیں، تو ان کے بال گرتے ہیں، جنہیں وہ اپنے پاس جمع کر لیتی ہیں، پھر ان کو جلا دیتی ہیں۔ کیا ایسا کرنا درست ہے؟

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ قابلِ تکریم ہے، جسم سے جدا ہونے والے بالوں یا ناخنوں کے ساتھ کوئی بھی ایسا معاملہ جو تکریم کے خلاف ہو کرنے کی اجازت نہیں، بالوں کو جلانا بھی اسی قبیل سے ہے، لہٰذا بالوں کو جلانے کی اجازت نہیں، انہیں بہتے پانی میں بہانا ممکن ہو تو وہاں ڈلوا دیں، ورنہ ان کو کسی جگہ دفنا دیں اور اگر دفنانا بھی ممکن نہیں تو کسی صاف جگہ ڈال دیں، البتہ خواتین ان کو ایسی جگہ ڈالیں جہاں کسی غیر مرد کی نظر نہ پڑے۔

وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوۡلُهٗ اَعۡلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ریاضت کے یہی دن ہیں

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ

رِیاضَت کے یہی دن ہیں بُڑھاپے میں کہاں ہمت　　جو کچھ کرنا ہو اب کرلو ابھی نُورؔی جَواں تم ہو (سامانِ بخشش، ص160)

یہ شعر، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیِ اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خان نورؔی رحمۃُ اللہِ علیہ کی جوانی کا ہے، جس میں آپ خود سے فرمارہے ہیں مگر تمام نوجوانوں کے لئے بھی اس میں نصیحت ہے کہ ”ریاضت“ یعنی محنت کے یہی جوانی کے دن ہیں، اللہ پاک کی اطاعت و فرماں برداری، عبادت اور دیگر نیکیوں میں محنت کرنے کے لئے یہ بہترین دن ہیں کہ خوب جاں فشانی کے ساتھ کام اور بھاگ دوڑ کرلی جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عُمَر رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: ”اللہ پاک اُس نوجوان سے مَحبّت فرماتا ہے جس نے اپنی جوانی اللہ پاک کی اِطاعت میں گزاری۔“ (حلیۃ الاولیاء، 5/394، حدیث:7496)

ہم دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی بات کریں تو سنتیں سیکھنے سکھانے کے مدنی قافلوں میں سفر کرنا، مکتبۃُ المدینہ کے مخصوص رسالے ”نیک اعمال“ کے مطابق عمل کرنا، خوب سنتوں بھرے بیانات کرنا، دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کی دھوم مَچانے کے لئے دنیا بھر میں بھاگ دوڑ کرنا، یہ سب ریاضتیں اور محنتیں ہیں، جوان آدمی یہ محنتیں زیادہ کرسکتا ہے۔ کمال کی بات یہ ہے کہ مفتیِ اعظم ہند رحمۃُ اللہِ علیہ نے شعر میں یہ نہیں فرمایا کہ ”عبادت“ کے یہی دن ہیں بلکہ فرمایا: ”ریاضت“ یعنی محنت کے یہی دن ہیں، کیونکہ بُڑھاپا ہو یا جوانی، فرض و واجب عبادت تو ہر حال ہی میں کرنی ہوتی ہے۔ مزید فرمایا کہ ”جو کچھ کرنا ہو اب کرلو ابھی نوری جواں تم ہو۔“ ”نوری“ یہ حضور مفتیِ اعظم کا تَخَلُّص تھا جو کہ آپ کے شیخ حضرت سیّد احمد نوری رحمۃُ اللہِ علیہ کے نامِ مبارک کی نسبت سے ہے، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے ہی انہیں اپنے پیر بھائی سیّد احمد نوری میاں رحمۃُ اللہِ علیہ سے مرید کروایا تھا، اس شعر میں حضور مفتیِ اعظم ہند رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے آپ سے فرمارہے ہیں کہ اے نورؔی! ابھی تم جوان ہو، لہٰذا اللہ پاک کی رضا والے کاموں کے لئے خوب محنت کرو۔ قارئین میں سے جو بھی جوان ہے وہ لفظِ ”نوری“ کی جگہ اپنے آپ کو رکھ کر اپنے آپ سے یہ بات کہے کہ ابھی تم جوان ہو کہ تم میں طاقت ہے، اللہ ربُّ العزت کے دین کی خدمت کے لئے خوب محنت کرلو، ابھی جوانی ہے غفلت نہیں کرنی، کیونکہ عموماً جوانی دیوانی ہوتی ہے، اس میں بعض اوقات بندے کو ہوش نہیں رہتا اور وہ گناہوں میں پڑ جاتا ہے اور پھر بعد میں پچھتاتا ہے۔

کچھ نیکیاں کمالے جلْد آخرت بَنالے　　کوئی نہیں بھروسا اے بھائی زندگی کا

مکتبۃ المدینہ کی کتابیں گھر بیٹھے حاصل کرنے کے لئے اس نمبر 9978626025 پر Call SMS WhatsApp کریں۔

PRINTER, PUBLISHER, EDITOR AND OWNER
HAMJANI SHABBIRBHAI RAJAKBHAI - BUTVALA'S CHAWL, NR. CENTRAL WARE HOUSE, DANILIMDA, AHMEDABAD - 380028. (GUJARAT)
PLACE OF PRINTING : MODERN ART PRINTERS - OPP : PATEL TEA STALL, DABGARWAD NAKA, DARIYAPUR, AHMEDABAD - 380001.
PLACE OF PUBLICATION : BUTVALA'S CHAWL, NR. CENTRAL WARE HOUSE, DANILIMDA, AHMEDABAD-380028. (GUJARAT) INDIA.